

أَلْهَمْنَا عَلَى الْمَفْتَلِ

يَعْنِي

عَقَائِدِ عُلَمَاءِ السُّنَنِ رِوَيْدِ
مُحَمَّدٍ ﷺ

تَالِيفِ

فَخْرِ الْمُحَدِّثِينَ حَضْرَةَ مَوْلَانَا خَلِيلِ أَحْمَدِ سَهَارَنُورِيِّ قَدِ الشُّرَّاحِ سِرِّهِ الْعَزِيزِ

الْمُتَوَفَّى ١٣٢٦ هـ

بِإِضَافَةِ

عَقَائِدِ أَهْلِ السُّنَنِ وَالْجَمَاعَةِ

حَضْرَةَ مَوْلَانَا مُنْفَعِي سَيِّدِ عَبْدِ الشُّكُورِ تَرْمِذِيِّ مُدْرَسِ مَدِينَةِ

تَصْدِيقَاتٍ مَعَ تَدْوِينِهِ وَجَدِيدِهِ



پہلی بار عکسی طباعت : رجب ۱۴۰۴ھ، اپریل ۱۹۸۴ء
 باہتمام : اشرف برادران سلمیہ الرحمٰن
 مطبع :
 قیمت گلینز کاغذ :

ادارۃ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ارجمین بلڈنگ، موہن روڈ
 چوک اردو بازار، کراچی فون ۶۶۲۲۳۰-۱

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
 فون ۶۲۳۲۹۹۱ - ۶۲۵۲۲۵۵

★ دینا کاغذ مشین مال روڈ، لاہور
 فون ۶۲۲۲۳۱۲ - ۶۲۲۳۶۸۵ - ۳۲۰ - ۹۲

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور
 ادارۃ المعارف دارالعلوم، کراچی ۱۳
 دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
 مکتبہ دارالعلوم، دارالعلوم، کراچی ۱۳

۳
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد!

”المہند علی المفند“ فخرالمحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا

خلیل احمد صاحب محدث بہارنپوری قدس اللہ سرہ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے، اہل سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آتے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُسی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گردوغبار میں اہل سنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوئی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوئی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی سختی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوف کا سوز و گداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات بر محل اور شبہات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (لذقنا اللہ اثبا ہمہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن و حدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماء حقانین گامزن ہیں، گاہے بگاہے اقسراط و تفریط کی
 ظلمتیں نمودار ہو کر آثار منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدام اہل سنت والجماعت
 اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کر کے عامۃ المسلمین کے
 لئے راہِ حق واضح کرتے رہتے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو
 آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا
 ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب ”المہند علی المہند“ کے آخر
 میں مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ ”عقائد اہل سنت والجماعت“
 شامل کر دیا ہے۔ جو درحقیقت ”المہند“ کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں
 موجودہ دور کے علماء کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں
 سنت رسول اللہ پر قائم رہنے، جماعت صحابہ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق
 عطا فرمائے اور ایمان اور حسن عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین۔
 وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین!

فہرست عنوانات

عرض ناشر

”المہند علی المہند“ یعنی عقائد علمائے دیوبند (مترجم عربی اردو)

- ۳
- ۹
- ۱۱ مقدمہ : اکابر دارالعلوم کا اجمالی تعارف — از قاضی مظہر حسین صاحب مظلّم
- ۲۱ آغاز اصل کتاب ، تمہید اور باعث تحریر تصنیف
- ۲۸ سوال ۱، ۲ : شدّ رجال سے متعلق سوال اور اسکا جواب
- ۳۴ سوال ۳، ۴ : تو تسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والاویلیار والصالحین
- ۴۷ سوال ۵ : حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۳۹ سوال ۶ : قبر اطہر پر دعا کرنے کا طریقہ
- ۴۱ سوال ۷ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجنا
- ۴۲ سوال ۸، ۹، ۱۰ : ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم
- ۴۳ سوال ۱۱ : صوفیہ کے اشتغال اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور اُن سے فیوض حاصل کرنا۔
- ۴۵ سوال ۱۲ : خاص و نایبوں کے بارے میں حکم
- ۴۷ سوال ۱۳، ۱۴ : استواء علی العرش کا مطلب
- ۴۹ سوال ۱۵ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے افضل ہونا
- ۵۰ سوال ۱۶ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا
- ۵۳ سوال ۱۷ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی سمجھنا
- (نعوذ باللہ من ذالک)

- سوال ۱۸ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات میں سب سے زیادہ علم عطا ہونا
- سوال ۱۹ : شیطان ملعون کے علم سے متعلق براہین قاطعہ کی ایک عبارت پر
- ۵۷ شبہ کا جواب
- سوال ۲۰ : حفظ الایمان کی ایک عبارت پر شبہ کا جواب
- سوال ۲۱ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کے ذکر کا محبوب
- ۶۳ و مستحب ہونا۔
- سوال ۲۲ : حضرت گنگوہی قدس سرہ کی ایک عبارت پر شبہ کا جواب
- سوال ۲۳ : حضرت گنگوہیؒ پر ایک بیہتان اور اُس کا جواب
- سوال ۲۴ : حق تعالیٰ شانہ کے کلام میں کذب کا وہم کنہیوالا بھی کافر ہے
- سوال ۲۵ : امکان کذب کا مطلب اور اہل سنت والجماعت کی کتب
- ۷۶ سے مسئلہ کا حل۔

سوال ۲۶ : قادیانیوں کے بارے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

تصدیقات علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ

- ۸۸ تصدیق ۱ : شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ
- ۸۹ تصدیق ۲ : حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امر و ہومی قدس سرہ
- ۹۱ تصدیق ۳ : حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند
- ۹۲ تصدیق ۴ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ
- ۹۲ تصدیق ۵ : حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ
- ۹۳ تصدیق ۶ : حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ - دیوبند
- ۹۲ تصدیق ۷ : حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب مدرسہ مراد آباد، رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۲ تصدیق ۸ : حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبند می، رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۵ تصدیق ۹ : حضرت مولانا محمد احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مجتہم مدرسہ دارالعلوم دیوبند

- ۹۵ تصدیق ۱۰: حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند
- ۹۶ تصدیق ۱۱: حضرت مولانا محمد شہول صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند
- ۹۷ تصدیق ۱۲: حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند
- ۹۹ تصدیق ۱۳: حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہوڑی دہلی
- ۹۹ تصدیق ۱۴: حضرت مولانا ریاض الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عالیہ میرٹھ
- ۹۹ تصدیق ۱۵: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی
- تصدیق ۱۶، ۱۷: حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب

مدرسہ امینیہ دہلی

- ۱۰۰ تصدیق ۱۸: حضرت مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۱ تصدیق ۱۹: حضرت مولانا سراج احمد صاحب مدرسہ سر دھنہ میرٹھ
- ۱۰۲ تصدیق ۲۰: مولانا قاری محمد اسحاق صاحب مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
- ۱۰۲ تصدیق ۲۱: مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بخنوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۲ تصدیق ۲۲: حضرت مولانا حکیم محمد مسعود احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۳ تصدیق ۲۳: حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری
- ۱۰۵ تصدیق ۲۴: حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری

تصدیقات علمائے کرام مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ

تصدیقات علمائے کرام قاہرہ و دمشق و ممالک عربیہ

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند
ترتیب از حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی صاحب

۹۵
۹۶
۹۷
۹۹
۹۹
۹۹
۱۰۰
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۲
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۵
۱۰۶
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۷
۱۳۹
۱۴۳

جدید تصدیقات از اکابر علمائے دیوبند دامت برکاتہم العالیہ

- | | | |
|-----|-------------|---|
| ۱۷۵ | | ۱- حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند |
| ۱۷۵ | کراچی | ۲- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مفتی اعظم پاکستان |
| ۱۷۶ | ٹنڈوالہ یار | ۳- حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ |
| ۱۷۷ | کراچی | ۴- حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۷۷ | ملتان | ۵- حضرت مولانا فیض محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۷۷ | لاہور | ۶- حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہم |
| ۱۷۷ | ملتان | ۷- حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۷۸ | ملتان | ۸- حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہم |
| ۱۷۸ | ملتان | ۹- حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم |
| ۱۷۸ | اکوڑہ خشک | ۱۰- حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم |
| ۱۷۸ | سکھر | ۱۱- حضرت مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۷۸ | محمدی شریف | ۱۲- حضرت مولانا عبدالحق نافع صاحب مدظلہم |
| ۱۷۹ | شجاع آباد | ۱۳- حضرت مولانا عبداللہ بھلوی صاحب مدظلہم |
| ۱۸۰ | فیصل آباد | ۱۴- حضرت مولانا محمد انور صاحب انوری مدظلہم |
| ۱۸۰ | بہاولپور | ۱۵- حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۸۱ | لاہور | ۱۶- حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہم |
| ۱۸۲ | کراچی | ۱۷- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم |
| ۱۸۲ | اکوڑہ خشک | ۱۸- حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہم |
| ۱۸۲ | سرگودھا | ۱۹- حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب مدظلہم |
| ۱۸۳ | ٹنڈوالہ یار | ۲۰- حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب مدظلہم |

۱۸۳	کیسروالا	۲۱- حضرت مولانا علی محمد صاحب مدظلہم
۱۸۳	کیسروالا	۲۲- حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب مدظلہم
۱۸۵	ملتان	۲۳- حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہم
۱۸۵	جھنگ	۲۴- حضرت مولانا سید صادق حسین صاحب مدظلہم
۱۸۶	شجاع آباد	۲۵- حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہم
۱۸۶	ساہیوال	۲۶- حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری
۱۸۶	ملتان	۲۷- حضرت مولانا محمد عبدالسار تونسوی صاحب مدظلہم
۱۸۶	ملتان	۲۸- حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۷	فیصل آباد	۲۹- حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہم
۱۸۷	کراچی	۳۰- حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی مدظلہم
۱۸۸	ملتان	۳۱- حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۸	پشاور	۳۲- حضرت مولانا محمد ایوب بنوری صاحب مدظلہم
۱۸۸	بنوں	۳۳- حضرت مولانا فضل غنی صاحب مدظلہم
۱۸۸	ملتان	۳۴- حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہم
۱۸۹	گوثرانوالہ	۳۵- حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم
۱۹۰	جہلم	۳۶- حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہم

تَعْرِضُ مِنْ تَشَاءُ وَتَذِلُّ مِنْ تَشَاءُ

مولوی احمد رضا خان صاحب بیوی کی "حسام الحرمین" کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زرا و ہما اللہ شرفاً و تعظیماً

کے قلم سے

المَلِكُ عَلَى كُلِّ الْفِتْكَ

معروف بہ

الْيَصْدِيقَاتِ لِلدَّاعِ التَّبَلِيبِيَّةِ

تسمیہ ترجمہ

مَاضِي الشَّفَرَتَيْنِ

خَادِعِ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ

جس سے جماعتِ حقیقہ مولیند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی فہرستیں پیش ہو رہی ہیں

اِذَارَةُ السَّلَامِيَّةِ اِلَهِيَّةِ

اکابر دارالعلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی نذیر حسین صاحب مدظلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے حلقہ کا طبع نے گیارہویں صدی ہجری میں اور بارہویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں توفیق ایزدی، علم و عرفان اور شریعت و طہارت کی جو قندلمیں روشن کیں۔ انہی افراد ہدایت سے تیرہویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے وارثین کا طبع حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالات شریعت و طہارت کے جامع تھے۔ ہر روز کائنات مجرب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توفیق سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے ہستیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیوں صرف کر دیں۔ مذہب اہل سنت اور مسلک حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں وہ بہت

۱۔ ولادت شعبان ۱۲۴۸ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۱۸۳۲ء بمقام تحصیل تھانہ ضلع جالندھر میں مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں ولادت فرمائی۔ ۲۔ ولادت ۱۲۴۵ھ بمطابق ۱۲ جولائی ۱۸۳۲ء بمقام تحصیل تھانہ ضلع جالندھر میں مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں ولادت فرمائی۔ ۳۔ وفات ۱۲۴۵ھ بمطابق ۱۲ جولائی ۱۸۳۲ء بمقام تحصیل تھانہ ضلع جالندھر میں مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۴۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۵۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۶۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۷۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۸۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۹۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔ ۱۰۔ مولانا قاضی نذیر حسین صاحب گنگوہی نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے حلقہ میں چھبیس سال کی عمر میں وفات فرمائی۔

پہنچتے تھے۔ علوم ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الادلیا قطب الدارین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب شی مہاجر کی قدس سرہ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقامات ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیف لطیف ضیاء القلوب صفحہ ۶۰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

نیز یہ کہ اس فقیر محبت و عقیدت ارادت دارو، مولوی رشید احمد صاحب سلمہ، و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ، را کہ طابع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند، بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجائے من و من بمقام اوشان شدم و صحبت اوشان را عنایت و اند کہ این چنین کسان درین زمانہ نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ درین رسالہ نوشتہ شد در نظرشان تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت و داد و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالات قربت خود مشرف گرداناد و ہجرتہ النبی و آلہ الامجاد جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کمالات علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کتنے درجے اوپر جانیں اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو عنایت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ مردم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہدایت کے نور سے تمام جان کو منور فرمائیں۔ اور

تاقیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرم
 اور ان کی بزرگ آل کے واسطے سے۔

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر سستی
 تھے جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد ان
 بزرگوں کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذلک فضل اللہ
 یوتیہ من یشاء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت | مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین
 اور چالاک دشمن انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنی جاہلانہ

حکومت قائم کر لی تو ۱۸۵۷ء میں علماءِ حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے
 خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماءِ اسلام کی قیادت
 حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابر دیوبند حضرت گنگوہی
 اور حضرت نافوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب
 بنانے کے لیے اپنی پوری بجاوہانہ کوششیں صرف کر دیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

۱۸۵۷ء کے اس قیامت نما جنگِ گامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد
 علماءِ اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔

بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھالوں میں سی
 کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہل ملک کو عروما
 اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کر دیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد

انگریزوں کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار
 مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے
 اور اس کی نقلیسی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ لکھے تھے :-

”ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری
 کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے
 جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور راستے
 الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔“ (تاریخ التعلیم بمجراس، ص ۱۰۵)

— مرحوم اکبر الہ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے: —

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
 افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد | انگریزی حکومت کے خاتم اور اس کے فرعونی اقتدار
 کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی

نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی اور اگلے ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی
 علوم و نظریات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس
 وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل مال تھیں۔ چنانچہ اس عظیم
 الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء مسجد چھتہ میں انار کے
 مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علامہ
 محمد و صاحب اور پہلے معلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن
 صاحب اسیر پالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہاں میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت
 نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے
 سرچشمہ علوم و معارف بنی، جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو
 رہا ہے۔ تاریخ دیوبند میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی سلطنت کی بالسی کی تفصیلات کے لیے نقش حیات جلد اول،

مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کناں دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ ایک بڑا جوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقی کو ٹر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے یہ نکالی کہ انشاء اللہ اس مدرسہ سے شریعتِ محمدیہ کے علوم و فیوض کے چشے جاری ہوں گے جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس دور میں دارالعلوم دیوبند ایک مجدد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس دارالعلوم کے ذریعہ کتاب و سنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطرافِ عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالم اسباب کے پیش نظر اگر دارالعلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہبِ اہل سنت و الجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دارالعلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شہرک و الحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید و سنت کے انوار پھیل گئے۔ بانی دارالعلوم حضرت نانوتویؒ نے دارالعلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دارالعلوم کی علمی و دینی ترقیات موقوف ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں بسلسلہ تحریکِ خلافت مشورہ مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتویؒ کے یہ آٹھ اصول بتاتے گئے، تو آپ روپڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی معلوم ہوتے ہیں بلاشبہ دارالعلوم نے اس صدی میں بلابالغہ ہزاروں محدث، مفسر، فقیہ، مکمل، صوفی عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ کے فیض یافتہ تلامذہ و متوسلین میں سے سب سے جامع تر شخصیت امام انقلاب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیرِ مالٹا رحمۃ اللہ علیہ کی شہسہ جو دارالعلوم کے

لے ملاحظہ ہو آزادی ہند کا خاموش رہنما۔ دارالعلوم دیوبند، مولفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا فاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کے اساتذہ کے اسباب و اوقات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب اسیرِ مالٹا مولفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی۔

طلب سے پہلے طالب العلم ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے
 شیخ العرب والجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث
 دارالعلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب
 کشمیری محدث دیوبند، مفتی اعظم سند العلماء حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلوی
 شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، صاحب
 فتح الملہم شرح صحیح مسلم (الترغیب ۱۳۶۹ھ) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا علیہ
 صاحب بندھنی، وہ ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو بر شعبہ میں بہت
 زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت
 مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، صاحب تفسیر بیان القرآن (الترغیب ۱۳۶۳ھ) کو بھی
 حضرت شیخ الحدیث کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب زمان، صاحب
 کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دارالعلوم
 دیوبند کے فیضیافتہ ہیں)، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور
 صدر مدرس آج تک جامع الظاہر و الباطن ہوئے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین
 شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں
 لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنی جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ
 بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب راپوری اور
 قطبِ دوراں واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب راپوری بھی حضرات
 اکابر دیوبند کے فیضیافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

لہ ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء
 حضرت مدنی نے تقریباً ۱۲ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتاب سنت کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خودنوشت سوانح عمری
 نقش حیات دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور کتبات شیخ الاسلام بھی چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہیں جو علوم و معارف
 کا مجموعہ ہیں۔ ۱۲۔ لہ حضرت تھانوی کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تک پہنچی ہے۔ ان میں حضرت کے ملاحظہ و
 ملفوظات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہے۔

چراغ جلا دیے۔ امیر شریعت، مجاہد حریت، اہل جلیل، خطیب امت حضرت مولانا سید عطار اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال و جلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پر تو ہے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشق ختم نبوت کی آگ لگا دی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

انگریز ان مجاہدین حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دارالعلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے

ایک تکفیری فقہ

علمی و دینی اثرات کو پھیلنے دیکھا تو اس نے اس سرچشمہ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خرید لیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا، اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین، ستودہ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلوی اور عالم ربانی، مجاہد جلیل حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جا چکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب و عوامل تھے کہ فرقہ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابر دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کر دی۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے

”حسام الحرمین“ کی حقیقت

بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا، اور طرفہ یہ کہ ان محبت و اطاعت محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقہ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد دہلوی قادیانی کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقہ وہابیت، کذابیت اور فرقہ وہابیت شیطانیت کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ ناواقف لوگ سمجھیں کہ فرقہ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ، فخر العارین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث مہارنپوریؒ مصنف بذل الجہود شرح ابوداؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کر کے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع و وسائل سے کام لیا گیا۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ "حسام الحرمین" کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۵ھ میں طبع کرایا۔ ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا تکمیل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنیؒ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا، تو ان حضرات

المہند علی المقند

۱۔ اس کی تفصیل الشباب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
 ۲۔ اکابر دیوبند کی جن عبارات کو ہفت تکفیر نیا گیا ہے، ان کے تحقیقی جراثیم کیلئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیے
 الشباب الثاقب مولفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ الخواطر والسماع بالمدار مصنفہ حضرت مولانا سید رفیع الحسن صاحب دہاندپوری۔ اور فیصلہ کن مناظرہ مولفہ حضرت مولانا محمد تقی رضا مدنی مدینہ منورہ الخواطر والسماع بالمدار اور فیصلہ خصومات مصنفہ حضرت مولانا سید محمد رفیع مدنی مدینہ منورہ الخواطر والسماع بالمدار اور فیصلہ خصومات

نے چھبیس سوالات قلمبند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نافوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب بھانوی، اُسوۃ الصالحین حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم ابن حجرہ الاسلام حضرت نافوتوی، عارف کامل حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے مقتدر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور الہند علی المہند کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابر دیوبند کے عقائد حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جس سے مخالفین و معاندین کی تبلیغات کا پرہ چاک ہو کر بزرگان دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ الہند اکابر دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبع جدید اگر الہند کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا۔ جس کی علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمد للہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیق محترم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جمیلی زید مجدہم مجاز حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے۔ جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہل اسلام کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیکو کار کو اور جملہ مسلمانوں کو

سلف صالحین، محققین اہل سنت اور اکابر دیوبند کے مسلک حق پر قائم رکھیں۔ آمین!
بحریت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

الاحقر منظر حسین مخدوم

مدنی جامع مسجد چکوال

ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک

۱۳۸۲ھ

اے سلف صالحین اور محققین اہل سنت کا مسلک حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طائفہ منسوخہ
اور مقام حضرت امام ابوحنیفہؒ مولفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف
تبرید النواظر، راہ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
ناقویؒ کے حالات میں ایک رسالہ بانی دارالعلوم دیوبند تالیف فرمایا، جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔
علمائے اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کی کتابیں

ملنے کا پتہ
ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور ۲



الحمد لله الذي يحق الحق بكلماته ويبطل الباطل بسطواته نصر
 المؤمنين وقال كان حقاً علينا نصر المؤمنين وقطع كيد الخائنين فقطع
 ذاب القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام
 على مفرق فرق الكفر والطغيان ومشتت جيوش بغاة القرين والشيطان -
 وعلى الله وصحبه أشداً على الكفار ورحمأً بينهم ترهمم سرگنا سجداً
 يبتغون فضلاً من الله ورضواناً ما تعاقب النيران وتضاد الكفر والایمان

ابعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب
 احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے
 اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے مختصر یہ ہے کہ
 مخالفین اسلام نے گونا گوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا، مگر خان صاحب نے رفض
 کی طرح انبیا امت محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متاثر کرنا چاہا جیسے رفض
 نے امت کے خلاصہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر
 کے ان کی تکفیر کی، اور تبرّ بازمی و سب و شتم سے کام لیا تھا۔ ایسے ہی خان صاحب نے
 اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کو اپنے
 گھر کے دھوئیں سے کدر کرنا چاہا۔ وَاللّٰهُ مُتَّبِعٌ نُّوْرًا وَّلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

چراغے را کہ ایزد بر سر دوز
کے کو قف زندریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی
تعم دینی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خانصاحب احمد رضا
خان، برعکس نمنند نام زندگی کا نور، درحقیقت احمد رضا خان صاحب نے تمام ہندوستان
میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فخر امت و معجزہ ابن معجزات سید المرسلین
علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چننا۔ اور حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم
اہل بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور خالی اہل بدعات کے جن کی بدعات
بشرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام ذرائع حالیہ اور غیر حالیہ
سے قطع نظر کر کے اتہامات لگانے اور ان پر ستر کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجہ سے کفر لازم
کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتویٰ تحفیر چھاپ دیا۔ مگر حضرت
شاہ صاحب کے خاندان کی عنکبت ستم ہو چکی تھی، اور اس خانہ تمام آفتاب ست نامہ تصدیق
تھا۔ پس اگر کوئی بدعت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بظن بھی ہو تو اور حضرات کا
تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیرنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ
ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جواز
وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز، نالوتوی
حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام و المسلمین آیۃ من آیات رب العالمین
حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اہم کے سپرد ہوئی
اور حمایت سنت مصطفوی کا بلذ جھنڈا انھی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ
کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مثل کلمۃ طیبۃ کسجبرۃ
طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین یاذن

سماں کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب و عجم، کابل و قندھار، بخارا و خراسان، چین و تبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقانِ سنت اس کے سبز پھیرے کو دُور ہی سے دیکھ کر سنتِ نبویؐ کی مہک اس سے پالینے لگتے تھے اور انگہ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قوراپلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدا ئی تیری

کافرہ بنا کرتے تھے حوَالِیہ مِنْ کُلِّ فِجَعِ مِیْقِی کا نظارہ دیکھ کر مخالفانہ بنے ہمہ تن پوری توجہ انھی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہیدِ مظلوم رح پر ستر و جب سے کفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط کی تھی جن کی بنا پر خود فقہائے کرام اور اصحابِ فتویٰ عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر دیکھے تھے مگر حضراتِ موصوفین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد و تامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت مولانا مفتوی پرغتم زانی کے انکار کرنے کا التزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سستی بتاتے ہیں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم و فضل و تدین قابل اعتبار نہ تھا، اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماء حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحو السکف و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں ذمہ چا دیا کہ دیکھو علماء حرمین شریفین نے ہمارے ظالمان مخالفان کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراء محض ہے جو المسحاب المدردار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماء مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھپیں سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟ اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء و المتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علماء مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقاید صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنۃ و الجماعت سے خارج۔ اہل اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالے بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التظہیسات مع ترجمہ السنۃ بہ ماضی الشفرتین علی خادع اهل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہل اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے، اب اہل ایمان خانصاحب سے دریافت فرمادیں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طاغوتی سب کے سب مرتد ہیں یا جماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک مزایہ آور در

اور غرور اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، انتہی۔ پھر صفحہ ۲۳ پر ہے، حمد و صلوة کے بعد میں کتابوں کہ یہ مطالعے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیروہوں جیسے خلیل احمد نسیمی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی مشابہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں، انتہی۔ اور حضرات علماء عربین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت لکھ کر ان کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو اب جناب کے فتویٰ کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہل عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہو گئے۔ کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللہ العظیم و نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

مسلمانو، یہ ہے خانصاحب کی محبتِ سنت، اور یہ ہیں وہ اہل سنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرادیں۔ مگر اسلام کا مٹانا دنیا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منہ دین و دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فریقہٴ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افزائے خالص تھا۔ علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردد و تامل کرے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے وضوح ہو جائے گا کہ علماء عربین و شریفین و مسلمانو اللہ شرفاً و تکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی کفر کرتے ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان کہتے ہیں اور رد الحسام علی روس اللہام ہو کر حضرات دیوبند ربانی و مقبر علامہ بنانے جا رہے ہیں، اب ہم دیکھیں کہ خان صاحب کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علماء دیوبند تو کافر رہیں اور علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدنیہ ضمیمہ کو کہیں علماء تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے امام اور کہیں پیشوائے امت۔ چنانچہ تقاریر و تصاویر کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علماء حرمین شریفین کا بوقت ملاقات جہانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلب میں پیدا اور جوارج سے ظاہر ہوئی، اس کا تو ذکر کیا گیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان و حجاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد محترمہ میں مینتہ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا، سلسلاتِ نماز ان ولی اللہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرما کر مسرور و ملتہج ہوئے۔ و ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

حق تعالیٰ شانہ کے ان احساناتِ جلید کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے۔ اس لیے تفصیل بیان نہیں کی جاتی۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے۔ جس کی جعل نہ ہو دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور ربطیہ نقل عام طور پر بدینہ ناظرین ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ حملہ اہل اسلام نہایت اطمینان سے

المہندا اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علماء کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل سنت و الجماعت کے موافق ہیں اور جلد اہل حق علماء ہائی حضرت علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ مخالف صاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہل بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا دہائی کہہ سکیں۔

خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمانِ سنت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفسِ اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا محافظ ہے، اس لیے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعتِ نبیٰ میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود رُو سیاہ اور ذلیل و خوار بنتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ مہندا کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدر کفایت درج کر دی گئی ہے۔ ہاں جن صاحبوں کو اس بحث کی تفصیل مطلوب ہو، وہ تشہید الایمان بالسنة والقرآن کو ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں خانصاحب کی عمیاری قدرے مفصل مذکور ہے اور رسائلِ مفضلة ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے ہیں مطالعہ کریں :

اسکات المعتدی ، قاصمۃ الظہور ، الطین الاغریب ، السہیل علی الجحیل ، الختم علی لسان الخصم۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَحْمَدًا وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا



ایہا العلماء الکرام والجهابذة
العظام قد نسب الی ساحتکم
الکریمة اناس عقائد الوهابیة
قالوا باوراق ورسائل لا نعرف
معانیها لاختلاف اللسان فنرجو
ان تخبرونا بحقیقة الحال و
مرادات المقال ونحن نسئلكم
عن امور اشتهر فیها خلاف
الوهابیة عن اهل السنة والجماعة

اے علماء کرام اور سرداران عظام! تمہاری
جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت
کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے
لائے ہیں جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے
سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لیے امید
کرتے ہیں کہ تم حقیقت حال اور قول کے
مراوے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند
امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ
کا اہل سنت والجماعت سے خلافت مشورہ ہے

پہلا اور دوسرا سوال

السؤال الاول والثانی

«ما قولکم فی شد الرحال الی زیارة
سید الکائنات علیہ افضل الصلوات
والتحیات وعلی آری و صحبہا»

کیا فرماتے ہو، شد رحال میں سید الکائنات
علیہ الصلوة والسلام کی زیارت کے لیے

۲۹) ای الامرین احب الیکم و افضل
 لدی اکابرکم للزائر هل ینوی
 وقت الاستحجال للزیارة زیارتہ
 علیہ السلام او ینوی المسجد
 ایضاً وقد قال الوهابی ۱۰
 المسافر الی المدینتہ لا ینوی
 الا المسجد النبوی۔

نہا سے نزدیک اور تمہا سے اکابر کے
 نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و
 افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقت سفر
 زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی
 زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی،
 حالانکہ وہ مہاجر کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ
 کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیے

جواب

الجواب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا
 اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے، اور
 اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَمِنْهُ نَسْتَعِذُّ الْعُرْنَ وَالتَّوْفِیْقِ
 وَبِیْدِهِ اِزْمَةُ التَّحْقِیْقِ۔

حمد و صلوة و سلام کے بعد

حَامِدًا اَوْ مُصَلِّيًا اَوْ مُسَلِّمًا

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع

لِیَعْلَمَ اَوْ لَا قَبْلَ اِنْ نَشِئْ

کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ

فِی الْجَوَابِ اَنَا بِحَمْدِ اللّٰهِ وَمَشَلْنَا

اور ہماری ساری جماعت بجز اللہ فروع

رِضْوَانِ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَ

میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام

جَمِیْعٍ طَائِفَتِنَا وَجَمَاعَتِنَا مَقْلِدُونَ

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ

لِقَدْوَةِ الْاَنَامِ وَذُرْوَةِ الْاِسْلَامِ اِمَامِ

عنه کے، اور اصول و اعتقادات میں

الْهَمَامِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِی حَنِیْفَةَ

پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام

النَّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی

ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور

الْفُرُوعِ وَمَتَّبِعُونَ لِاِمَامِ الْهَمَامِ

اَبِی الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیِّ وَالْاِمَامِ الْهَمَامِ

طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ابن منصور الماتریدی رضی اللہ عنہما فی الاعتقاد والاصول و منتسبون من طرق الصوفیة الی الطریقة العلیة المنسوبة الی السادة النقشبندیة و الطریقة الزکیة المنسوبة الی السادة الحشیتیة و الی الطریقة البهیة المنسوبة الی السادة القادریة و الی الطریقة المرضیة المنسوبة الی السادة السهروردیة رضی اللہ عنہم اجمعین

ثم ثانیاً انا لا نتكلم بكلام و لا نقول قولاً فی الدین الا وعلیه عندنا دلیل من الكتاب او السنة او اجماع الامة او قول من ائمة المذهب ومع ذلك لا ندعی انا لمبوءون من الخطاء والنسیان فی ضللة القلم و ذلة اللسان فان ظهرونا انا اخطانا فی قول سواء كان من الاصول او الفروع فما یمنعنا الحیاء ان نرجع عنده و نعلن بالرجوع کیف لا و قد رجع ائمتنا رضوان

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل زبور، قرآن مجید کی یا سنت کی، یا اجماع امت یا قول کسی امام کا۔ اور بائیں ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو و خطا سے مرہا ہیں، پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں، اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی

اللہ علیہم فی کثیر من اقوالہم حتی ان
 امام حرم اللہ تعالیٰ المحترم اما منا
 الشافعی رضی اللہ عنہ لم یبق مسئلة
 الا وله فیہا قول جدید والصحابة رضی
 اللہ عنہم رجعوا فی مسائل الی اقوال
 بعضہم کما لا یخفی علی متتبع الحدیث
 فلو ادعی احد من العلماء انا غلطانی
 حکم فان کان من الاعتقادات فعلیہ
 ان یتبث بنص من ائمة الکلام و
 ان کان من الفرعیات فیلزم ان ینبی
 بینه علی القول الراجح من ائمة
 المذاہب فاذا فعل ذلك فلا یكون
 متان شاء اللہ تعالیٰ الا الحسن القبول
 بالقلب واللسان و زیادة الشکر
 بالجنان و ارکان -

و ثالثان فی اصل اصطلاح
 بلاد الهند کان اطلاق الوہابی علی من
 ترک تقلید الائمة رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 ثم اتسع فیہ وغلب استعمالہ علی من عمل
 بالسنة السنیة و ترک الامور المستحدثة
 الشیعہ و الرسوم القویحہ حق شاع فی

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے
 ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتر سے
 اقوال میں رجوع ثابت ہے حتیٰ کہ امام حرم
 محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ
 ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید تدریس
 نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل
 میں دوسروں کے قول کے جانب رجوع فرمایا
 چنانچہ حدیث کے جمع کرنے والے پر ظاہر ہے
 پس اگر کسی عالم کا دعوے ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی
 میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتمادی ہے، تو
 اس پر لازم ہے کہ اپنا دعویٰ ثابت کرے علماء کلام
 کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد
 کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کر لیا
 تو انشاء اللہ جاری طرقت کے عربی بنی ظاہر ہوگی یعنی دل و
 زبان سے غلطی قبول کرینگے اور قلب اعصاب سے شکر ادا کرینگے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی
 کا استعمال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ رضی اللہ
 عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی
 کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر
 عمل کریں اور بدعات سنیہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ
 دیں یہاں تک ہوا کہ ہمیں اور اس کے

بعضی ونواحیہا ان من منع عن سجدة
قبور الاولیاء وطوافہا فہو وہابی بل و
من اظہر حرمة الربوا فہو وہابی وان
کان من اکابر اهل الاسلام وعظماہم
ثم اتسع فیہ حتی صار سباً فاعلم ہذا الو
قال رجل من اهل الهند لرجل انہ
وہابی فہو لا یدل علی انہ فاسد العقیدۃ
بل یدل علی انہ سنی حنفی عامل بالسنۃ
مجتنب عن البدعۃ خائف من اللہ تعالیٰ
فی اذ تکاب المعصیۃ ولما کان مشاکفا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم یسعون فی احیاء
السنۃ ویسترون فی اخماد نیران
البدعۃ غضب جند ابلیس علیہم وحرّفوا
کلامہم وہبتوہم وافتروا علیہم الا فتروا
ورموہم بالوہابیۃ وحا شام عن ذلک
بل وتلك سنۃ اللہ الی سہما فی خواص
اولیائہ كما قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَیْطٰنِ الْاِنسِ وَالْجِنِّ یوحى بعضهم
الی بعض زخرف القول غرورا و
لَوْ شَاءَ رَبِّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرَهُمْ وَمَا

فواج میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی
قبور کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کئے
وہ وہابی ہے۔ بلکہ جو سو کی حرمت ظاہر کئے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو
اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا،
سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے
تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ منصفود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت
پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور محصیت
کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ
ہماری مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجابہ سنت
میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں
مستعد رہتے تھے اس لیے شیطان لشکر کو
ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر
ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افرا
اد و خطاب ہابیت کے ساتھ تم کیا مگر حاشاکہ
وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے
کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے
چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے اور
اسی طرح ہم نے ہرنی کے دشمن بنا دیے ہیں
جن و انس کے مشاطین کہ ایک دوسرے کی نظر

يفترون فلما كان ذلك في الانبياء
 صلوات الله عليهم وسلامه وجب
 ان يكون في خلفائهم ومن يقوم
 مقامهم كما قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم نحن معاشر الانبياء
 اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل
 ليعتو فرحظهم ويكمل لهم اجرهم
 فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا
 الى الشهوات واتخذوا الهمم الهوى
 والقوا انفسهم في هاوية الردى
 يفترون علينا الاكاذيب و
 الاباطيل وينسبون الينا الاضاليل
 فاذا نصب الينا في حضرةكم قول
 يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه لا
 تظنوا بنا الا خيرا وان اختلف في
 صدوركم فاكتبوا الينا فانا نغيبكم
 بحقيقة الحال والحق من المقال
 فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام

جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے، دھوکا کے لیے اور
 (سے ٹھٹھا) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا
 کام نہ کرتے سوجھوڑو ان کو ان کے افسر اکو،
 پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا
 تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں
 کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے
 زیادہ مورد بلاء ہے، پھر کمال شبہ بھیر کم شبہ تاکہ ان کا
 خطا و افرا اور اجر کمال ہو جائے۔ پس مبتدعین جو
 اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب
 مائل ہیں اور جنہوں نے نحو اشہب نفس کو اپنا معبود
 بنایا ہے اور اپنے آپ کو مملکت کے گڑھے میں ڈال
 دیا ہے، ہم پر چھوڑے تبتان باذیہ اور ہماری شبہ
 گراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی
 آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کئے کوئی
 مخالف مذہب نقل بیان کیا کرے تو آپ اس
 کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ جن ظن
 کام میں لائیں اور اگر طبع مبارک میں کوئی غلبان پیدا
 ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات
 کی اطلاع دینگے اس لیے کہ آپ حضرات ہمارے

جواب کی توضیح

توضیح الجواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (مہاری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شہدِ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ لائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر حسب ہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا، کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لانی ہو تو مجھ پر حتیٰ ہے کہ قیامت کے دن اس کا شیخ بنوں۔ اور ایسا ہی عارف ملا جامی سے منقول ہے کہ انھوں

عندنا وعند مشائخنا زیارة قبر سید المرسلین (روحی فداہ) من اعظم القربات و اہم الثوبات و انج لئیل الدرجات بل قریبہ من الواجبات وان کان حصولہ بشد الرحال و بذل المہج و الاموال و ینوی وقت الامر حال زیارة علیہ الف الف تحیة و سلام و ینوی معہ زیارة مسجدہ صلی اللہ علیہ وسلم و غیرہ من البقاع و المشاہد الشریفہ بل الاولی ما قال العلامة الہمام ابن الہمام ان مجرد النیة لزیارة قبورہ علیہ الصلوٰۃ و السلام ثم یحصل لہ اذا قدم زیارة المسجد لان فی ذلک زیارة تعظیمہ و اجلالہ صلی اللہ علیہ وسلم و یوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاء فی زائر الا تخم لہ حیا الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیمہ و کذا نقل عن

العارف السامی الملاحی انہ افز
 الزیارة عن الحج وهو اقرب الی المہب
 المحبتین واما ما قالت الوہابیة من
 ان المسافر الی المدینة المنورة علی
 ساکنها الف الف تحیة لاینوی الا المسجد
 الشریف استدلالاً بقوله علیہ الصلوٰۃ و
 السلام لا تشد الرحال الا الی ثلثة مسجدا
 فمردود لان الحدیث لا یدل علی المنع
 اصلاً بل لو تأملہ ذوقہم ناقب لعلم انہ
 بدلالة النص یدل علی الجواز فان العلة
 الّتی استثنیٰ بها المساجد الثلاثة من
 عموم المساجد والبقاع هو فضلها
 المختص بہا وهو مع الزیادة موجود
 فی البقعة الشریفۃ فان البقعة الشریفۃ
 والرحبۃ المنیفۃ الّتی ضم اعضائہ
 صلی اللہ علیہ وسلم افضل مطلقاً حتی
 من العصبۃ ومن العرش والکرسی
 كما صرح بہ فقہائنا رضی اللہ عنہم
 ولما استثنیٰ المساجد لذلك الفضل
 الخاص فاوی ثم اوی ان یتثنیٰ البقعة
 المبارکة لذلك الفضل العام وقد

نے زیارت کے یحج سے علاحدہ سفر کیا
 اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے
 اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جناب
 سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت
 کرنی چاہیے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل
 لانا کہ کجاوے نہ گئے جاویں مگر تین مسجدوں کی
 جانب سو یہ قول مردود ہے اس لیے کہ حدیث
 کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ حسب
 فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدالالت النص
 جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد
 کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے
 کی قرار پاتی ہے۔ وہ ان مساجد کی فضیلت ہی
 تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ
 شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وہ حصہ زمین
 جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضا
 مبارکہ کو مس یکمے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل
 ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی بھی
 افضل ہے چنانچہ فقہائے اس کی تصریح فرماتی
 ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین
 مسجدیں عموم نہیں سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بدرجہ اولیٰ
 سے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو

صرح بالمسئلة كما ذكرناه بل باجسط
منها شيخنا العلامة شمس العلماء العالمين
مولانا رشيد احمد الجنجوهي قدس
الله سره العزيز في رسالته زبدة الناسك
في فضل زيارة المدينة المنورة وقد
طبعت مراراً و ايضاً في هذا المبحث
الشريف رسالة الشيخ مشائخنا مولانا
المفتي صدر الدين الدهلوي قدس
الله سره العزيز اقام فيها الطائفة الكبرى
على الوهابية ومن وافقهم اتى ببراهين
قاطعة وحج ساطعة سماها احسن المقال
في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت
واشتهرت فليراجع اليها والله تعالى اعلم

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ
بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ
شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی
قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ الناسک کی
فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو
بار بار طبع ہو چکا ہے نیز اسی جمعیت میں ہمارے
شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ
کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولانا
نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ٹھا
دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام
احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال ہے
وہ طبع ہو کر مشہور ہو چکا ہے، اس کی طرف
رجوع کرنا چاہیے۔

السؤال الثالث والرابع

۳- هل للرجل ان يتوسل في دعواته
بالنبي صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة
ام لا ؟
۴- يجوز التوسل عندكم بالسلف
الصلحين من الانبياء والمرتبين

تفسیر اور چوتھا سوال

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا توسل ایسا دعاؤں میں جائز ہے
یا نہیں ؟
تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء و مرتبین
کا توسل بھی جائز

والشهداء واولياء رب العالمين ام لا؟ ہے یا ناجائز؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل
في الدعوات بالانبياء والصلحاء من
الاولياء والشهداء والصدّيقين في
حيوتهم وبعد وفاتهم بان يقول في
دعائه اللهم اني اتوسل اليك بفلان
ان تجيب دعوتي وتقضى حاجتي لى
غير ذللى كما صرح به شيخنا ومولانا
الشاہ محمد اسحق الدہلوی ثم
المہاجر المکی ثم بیئنه فی فتاواه شیخنا
ومولانا رشید احمد الکنگوهی رحمۃ
اللہ علیہما وفي هذا الزمان ساعة
مستفیضة بایدی الناس وهذه
المسئلة مذکورة علی صفحہ ۹۳ من
الجلد الاول منها فلیراجع الیہا من شاء

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شهداء
و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات
میں یا بعد وفات، ایسے طور کہ کیسے یا اللہ میں
یو سیدہ ظالم بزرگ کے شجر سے دعا کی
قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی
جیسے اور کلمات کیسے چنانچہ اس کی تصریح
فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق
دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد کنگوهی
نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے
جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود
ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے
صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے
دیکھ لے۔

السؤال الخامس

پانچواں سوال

ما قولكم في حياة النبي عليه الصلوة
کیا فرماتے ہو خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام فی قبرہ الشریف هل ذلک امر
مخصوص بہ ام مثل سائر المومنین
رحمۃ اللہ علیہم حیوتہ برزخیہ -

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة
صلى الله عليه وسلم حياً في قبره الشريف
وحیوتہ صلى الله عليه وسلم دنیویہ
من غیر تکلیف وہی مخصوصہ بہ
صلى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء
صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخية
كما هي حاصله لسائر المومنين بل
لجميع الناس كما نص عليه العلامة
السیوطی فی رسالته انبياء الاذکياء
بحیوة الانبياء حيث قال قال الشيخ
تقی الدین السبکی حیوة الانبياء و
الشهداء فی القبر کحیوتہم فی الدنیا
ویشهد له صلوة موسی علیه السلام
فی قبره فان الصلوة تستدعی جسداً
حیاً الی آخر ما قال فتبت بهذا ان
حیوتہ دنیویہ برزخیہ لکنها فی عالم

جواب

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات
آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی
حیات ہے۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
زردیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک
میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے
بلکہ مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے
آل حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام
مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی
نے اپنے رسالہ "انبياء الاذکيا بحیوة الانبياء"
میں تصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ
علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء
وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا
میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں
نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ
جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت
ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی
سے اور اس معنی کے برزخی بھی ہے کہ عالم

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا
محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں
ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور
اندر کئی طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں
شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات
ہے۔

البرزخ و لشیخنا شمس الاسلام و
الدین محمد قاسم العلوم علی
المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز
فی هذه المبحث رسالة مستقلة
دقیقة المأخذ بدیعة المسلك لم
یرمثلها قد طبعت و شاعت فی الناس
واسمها آب حیات ای ماء الحیوة

چھٹا سوال

السؤال السادس

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو
یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے
کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کہ حق تعالیٰ
سے دعا مانگے۔

هل للداعي في المسجد النبوي ان
يجعل وجهه الى القبر المنيف يستل
من المولى الجليل بتوسلا بنبيه
الفخيم النبيل۔

جواب

الجواب

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ظاہر
علی قاری نے مسلک منقسط میں ذکر کیا ہے
فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ
ابواللیث اور ان کے پیرو کرمانی و مسروجی
وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

اختلف الفقهاء في ذلك كما ذكره
المؤلف على القاري وحمد الله تعالى
في المسلك والمنقسط فقال ثم
اعلم انه ذكر بعض مشائخنا كابن
الليث ومن تبعوا كما ذكره القاري

انه يعقب الزائر مستقبل القبلة كذا
 رواه الحسن عن ابي حنيفة مرضى
 الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام
 بان ما نقل عن ابي الليث مردود
 بما روى ابو حنيفة عن ابن عمر
 مرضى الله عنه انه قال من السنة
 ان تاتي قبر رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم
 تقول "السلام عليك ايها النبي و
 رحمة الله وبركاته ثم ايدى برواية
 اخرى اخرجها مجد الدين اللغوي
 عن ابن المبارك قال سمعت ابا حنيفة
 يقول قدم ابو ايوب السخيتاني وانا
 بالمدينة فقلت لا نظرون ما يصنع
 فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه
 مما يلي وجه رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وبكى غير متباك فقام
 مقام فقيه ثم قال العلامة القاري
 بعد نقله وفيه تنبيه على ان هذا
 هو مختار الامام بعدما كان مترددا
 في مقام السلام ثم اجمع بين الراجحين

کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جیسا
 کہ امام حسن نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے
 نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول
 ہے۔ اس لیے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت
 ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ
 سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر
 ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو
 "آپ پر سلام نازل ہوئے نبی اور اللہ تعالیٰ کی
 رحمت و برکات نازل ہوں پھر اس کی تائید میں
 دوسری روایت لائے ہیں جس کو عبدالعزیز لغوی نے
 ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں
 نے امام ابو حنیفہ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب
 ابو ایوب سخیتانی طہیزہ منورہ میں آئے تو میں نے
 میں نے کہا، میں ضرور دیکھوں گا یہ کیا کرتے ہیں
 سو انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف اپنا منہ
 کیا اور بلا تعصّب روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام
 کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے
 ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب
 کی سن کر دوسرے زبان میں ان کو ترو تھا پھر علامہ

ممكن الخ كلام الشريف فظهر بهذا
انه يجوز كلا الامرين لكن المختار
ان يستقبل وقت الزيارة مما يلي وجه
الشريف صلى الله عليه وسلم وهو المأخوذ
به عندنا وعليه عملنا و عمل عشائنا و
هكذا الحكم في الدعاء كما روى عن
مالك رحمه الله تعالى لما سأل بعض الخلفاء
وقد صرح به مولانا الكنگوهي في رسالته
زبدة المناسك واما مسألة التوسل
فقد مرت في نسخة ۴۳، ص ۶

نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن
ہے الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں
صورتیں ہیں مگر اولیٰ ہی ہے کہ زیارت کے
وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا
چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور
اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور
یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالک سے
مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ
درافیت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا کنگوهی اپنے
رسالہ زبدة المناسک میں کر چکے ہیں اور قول کا
مسئلہ ابھی صفحہ ۶، ۴۳ میں گزر چکا ہے۔

ساتواں سوال

السؤال السابع

کیا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر کثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر
اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

ماقولکم فی تکثیر الصلوة علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وقراءة دلائل
الخیرات والاوراد۔

جواب

الجواب

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت مستحب

یستحب عندنا تکثیر الصلوة علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وهو من اسر حجج

الطاعات واحب الهندويات سواء كان
بقراءة الدلائل والادوارد الصلواتية
المولفة في ذلك او غيرها ولكن الا
فضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه
وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله
عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق
بشارة من صلى على صلوة صلى الله
عليه عشر او كان شيخنا العلامة الكنگوی
يقول الدلائل وكذلك المشايخ الاخر
من ساداتنا وقد كتب في ارشاداته
مولانا و مرشدنا قطب العالم حضرة
الحاج امداد الله قدس الله سره العزيز
وامر اصحابه بان بخبروه وكانوا يروون
الدلائل رواية وكان يجيز اصحابه
بالدلائل مولانا الكنگوی رحمة الله
عليه

اجرو ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھے
کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلف کی
تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک
وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے
منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے
خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جاگا
کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حتی تعالیٰ
اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے
شیخ حضرت مولانا کنگوی قدس سرہ اور دیگر
مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ
مجاہد کی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں
تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل
کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ
دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا کنگوی بھی
اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر سؤال او رسواں سوال

هل يصح لرجل ان يقلد احد امن الائمة
الاربعة في جميع الاصول والفروع ام
تمام اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے
کسی ایک امام کا مقلد بنانا درست ہے نہیں؟

لا وعلی تقدیر الصحة هل هو مستحب
ام واجب ومن تقلدون من الائمة
فروعاً و اصولاً

اور اگر درست ہے تو مستحب ہے، یا
واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو۔

الجواب

جواب

لا بد للرجل في هذا الزمان ان يقلد
احدا من الائمة الاربعة رضی اللہ
تعالی عنہم بل يجب فانا جربنا كثيرا
ان مال ترك تقليد الائمة واتباع
رای نفسه و هو لها السقوط في حفرة
الاحقاد والذندقة اعاذنا الله منها و
لاجل ذلك نحن ومشائخنا مقلدون
في الاصول والفروع لامام المسلمين
ابي حنيفة رضی اللہ تعالی عنہ اماننا
الله عليه وحشرنا في زمرة و لمشائخنا
في ذلك تصانيف عديدة شاعت
واشتهرت في الافان

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ
چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی
جاوے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا
ہے کہ اللہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس دہوا
کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے
میں جا کرنا ہے۔ اللہ نپاہ میں رکھے اور ابیں جو
ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و شعور میں
امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔
خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی
زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس سبب میں ہمارے
مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں شہرہ
شائع ہو چکی ہیں۔

گیارہواں سوال

السؤال الحادی عشر

وہل يجوز عندك الاشتغال بالاشغال
کے اشتغال میں مشغول اور ان سے

بیعت ہونا تھا جسے نزدیک جائز اور اکابر کے
سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہنچنے کے
تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے
اہل سلوک کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں۔

الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بجمعة
وصول الفيوض الباطنية عن صدور
الأكابر وقبورهم وهل يستفيد أهل
السلوك من روحانية المشايخ الأجلاء

جواب

الجواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید
کی درستی اور شرع کے مسائل ضروری کی تحصیل
سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو
جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے رغبت
ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر
چکا ہو، شوگر ہو نہجات دہندہ اعمال کا اور علم
ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دو مشور
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ
دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں مقصور رکھے اور صوفیہ
کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے
ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب عنایت
عظیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ
ہو اور یہاں تک پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ

يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من
تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية
من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم
في الشريعة زاهدا في الدنيا راعيا في الآخرة
قد قطع عقبات النفس وتمرن في
المنجيات وتبتل عن المهكات كاملا
مكملا ويضع يده في يده ويحبس
نظرة في نظره ويشغل باشتغال
الصوفية من الذكر والفكر والغناء الكلي
فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة
العظيمة والغبيمة الكبرى وهي المعبر
عنها بلسان الشرع بالاحسان واما من
لم يتيسر له ذلك ولم يقدر له ما هنا
فيكفيه الا نلواك بسلكهم والاعتراف
في حوزهم فقد قال رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب
اولئك قوم لا یشتقی جلیسہم فبجد
اللہ تعالیٰ وحسن انعامہ نحن مشائخنا
قد دخلوا فی بیعتہم واشتغلوا باشتغالہم
وقصدوا للارشاد والتلقین والحمد لله
علیٰ ذلک واما الاستفادة من روحانیة
المشاخ الاجلۃ ووصول الفیوض
الباطنیة من صدورہم او قبورہم
فیصح علی الطريقة المعروفة فی اهلہا
وخواصہا لایما ہوشائع فی العوام

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے
ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے
لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا
اور محمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی
بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شامل
اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں واللہ
علیٰ ذلک، اب رہا مشائخ کی روحانیت سے
استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی
فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو
اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے
جو عوام میں رائج ہے۔

بارہواں سوال

السوال الثانی عشر

محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا سمانزل
کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام
لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور
سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے
بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف
اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا

قد کان محمد بن عبد الوہاب
النجدی یستحل دماء المسلمین
واموالہم واعراضہم وکان ینسب
الناس کلہم الی الشریک ویسب
السلف فکیف ترون ذلک وهل
تجاوزون تکفیر السلف والمسلمین
واہل القبلة ام کفیر مشرککم

الجواب

جواب

الحکم عندنا فیہم ما قال صاحب الدر المختار وخارج ہم قوم لهم منعة خرجوا علیه بتاویل یرون انه علی باطل کفرا ومعصیة توجب قتاله بتاویلہم یدستحلون دماءنا و اموالنا ویسبون ذماتنا الی ان قال وحکمہم حکم البغاة ثم قال و انما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا۔ وقال الشامی فی حاشیئہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتقلون مذهب الحنابلة لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة و قتل علماءہم حتی کسر اللہ شوکہم ثم اقول لیس هو ولا احد من اتباعہ و شیعیئہ من مشائخنا فی سلسلۃ من سلاسل العلم من الفقہ

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی ہے اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تابعین سے سرد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر تغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شکست توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبد الوہاب

والحدیث والتفسیر والتصوُّت واما
استحلال دماء المسلمین و اموالهم و
اعراضهم فاما ان یکون بغیر حق او
بمحق فان کان بغیر حق فاما ان یکون
من غیر تاویل فکفر و خروج عن
الاسلام و ان کان بتاویل لایسوع
فی الشرع ففسق و اما ان کان بمحق
فجائز بل واجب و اما تکفیر السلف
من المسلمین فخاصا ان نکفر احدا
منهم بل هو عندنا رفض و ابتداء
فی الدین و تکفیر اهل القبلة من
المبتدعین فلا نکفرهم بالکفر و
حکما ضروریا من ضروریات الدین
فاذا ثبت انکار امر ضروری من الدین
نکفرهم و محتاط فیہ و هذا دأبنا و
دأب مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ

اس کا تائید کوئی شخص بھی بہانے کسی سلسلہ شائع
میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ
میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان
مال و آبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہو گا یا حق۔
پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہو گا جو کفر اور
خارج از اسلام ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل
سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور
اگر حق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا
سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو جاشائے ہم ان
میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ
فصل بہانے نزدیک رفض اور دین میل تفرع
ہے ہم تو ان عقیدوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب
تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں
کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی
ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے
اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السؤال الثالث عشر والرابع عشر تیرھوں اور چوہوں سوال

ما قولکم فی امثال قولہ تعالیٰ الرحمن کہا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ

رحمن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری
تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا
رائے ہے؟

على العرش استوى هل يجوزون
اثبات جهة ومكان للبارى تعالى
ام كيف راىكم فيه؟

جواب

الجواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے
کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت کے کث
منہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و
تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و
حدوث کی علامات سے برتر ہے جیسا کہ پہلے
مستقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین
اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و
شرع کے اعتبار سے جائز تاویلین فرمائی ہیں
تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے
مراد قلب ہو اور باتح سے مراد قدرت، تو یہ بھی
ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا
اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے
اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور
جملہ علاماتِ حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

قولنا فى امثال تلك الايات انا نؤمن
بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه
وتعالى متعال ومنزه عن صفات
المخلوقين وعن سمات النقص و
الحدوث كما هو راي قدمائنا واما
ما قال المتأخرون من ائمتنا فى تلك
الآيات يا ولونها بتاويلات صحيحة
سائغة فى اللغة والشرع بانه يمكن ان
يكون المراد من الاستواء الاستيلاء
ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريباً
الى افهام القاصرين فحق ايضاً عندنا
واما الجهة والمكان فلا يجوز اثباتهما
له تعالى ونقول انه تعالى منزه و متعال
عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

پندرھواں سوال

السؤال الخامس عشر

کیا تمھاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی
کوئی افضل ہے؟

هل ترون احدا افضل من النبي
صلى الله عليه وسلم من الكائنات؟

جواب

الجواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا
و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ
کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ
سے قرب و نزولت میں کوئی شخص آپ کے
برابر تو کیا، قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سزاوار
ہیں جلد نبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں
سائے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ انصوص سے
ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی
دین و ایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ
بہتیری تصانیف میں کی چکے ہیں۔

اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا ان
سیدنا و مولانا حبیبنا و شفیعنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم افضل الخلائق كافة و خیرهم
عند الله تعالى لا یساویہ احد بل و
لا یدانیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرب
من الله تعالى و المنزلة الرفیعة عنده
و هو سید الانبیاء و المرسلین و خاتم
الاصفیاء و النبیین كما ثبت بالنصوص
و هو الذی نعتقده و ندین الله تعالى
به و قد صرح به مشائخنا فی غیر ما
تصنیف۔

سولہواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معنًا درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت معتقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنًا درجہ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ

السؤال السادس عشر

اتجاوزون وجود نبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وهو خاتم النبیین وقد تواتر معنی قوله علیہ السلام لا نبی بعدی وامثاله وعلیه انعقد الاجماع وكيف رأيكم فيمن جاز وقوع ذلك مع وجود هذه النصوص وهل قال احد منكم او من اکابرکم ذلك۔

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سيدنا و مولانا و حبيبنا و شفيعنا محمد ارسول الله صلي الله عليه وسلم خاتم النبیین لا نبی بعدہ كما قال الله تبارك و تعالیٰ في كتابه و لكن رسول الله و خاتم النبیین و ثبت باحاديث كثيرة متواترة المعنی و باجماع الامة و حاشا ان يقول احد

مناخلاف ذلك فانه من انكر ذلك فهو عندنا كافر لانه منكر للنص القطعي الصريح نعم شيخنا ومولانا سيده الاذكياء المدققين المولوي محمد قاسم النانوتوي رحمه الله تعالى اتى بدقة نظره تدقيقا بديعا اكمل خاتميته على وجه الكمال واتمها على وجه التمام فانه رحمه الله تعالى قال في رسالته المسماة بتحذير الناس ما حاصله ان الخاتمية جنس تحتها نوعان احدهما خاتمية زمانية وهو ان يكون زمان نبوته صلى الله عليه وسلم متاخرا من زمان نبوة جميع الانبياء ويكون خاتما لنبوتهم بالزمان والثاني خاتمية ذاتية و هي ان يكون نفس نبوته صلى الله عليه وسلم ختمت بها وانتهت اليها نبوة جميع الانبياء وكما انه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين بالزمان كذلك هو صلعم خاتم النبيين بالذات فان كل ما بالعرض يختم على ما بالذات وينتهي اليه ولا استعداد له لما كان منتهى

ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وقت نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتهی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبيین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبيین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات

صلى الله عليه وسلم بالذات ونبوة
 سائر الانبياء بالعرض لان نبوتهم
 عليهم السلام بواسطة نبوته صلى الله
 عليه وسلم وهو الفرد الاكمل الواجب
 الوجود قطب دائرة النبوة والرسالة
 واسطة عقدها فهو خاتم النبيين
 ذاتا وزمانا وليس خاتمية صلى الله
 عليه وسلم منحصرة في الخاتمية
 الزمانية فانه ليس كبيرة فضل
 ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه
 صلى الله عليه وسلم متاخرا من زمان
 الانبياء قبله بل السيادة الكاملة و
 الرفعة البالغة والمجد الباهر و
 الفخر الزاهر تبلغ غايتها اذا كان
 خاتمته صلى الله عليه وسلم ذاتا و
 زمانا واما اذا اقتصر على الخاتمية
 الزمانية فلا تبلغ سيادته ورفعته صلى
 الله عليه وسلم كما لها ولا يحصل له
 الفضل بكليته وجامعيته وهذا
 تدقيق منه رحمه الله تعالى ظهره
 في مكاشفات في اعظام شأنه و

ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض
 اس لیے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت
 کے واسطے سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل الوجود
 اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقدہ
 نبوت کے واسطے ہیں پس آپ خاتم النبیین
 ہوئے ذاتا بھی اور زمانا بھی اور آپ کی خاتمیت
 صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے
 کہ یہ کوئی طبری فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء
 سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل
 سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ
 کاشرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی
 خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے
 ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء
 ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ
 کمال کہ پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل
 کلی کاشرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و
 رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا
 کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں علمائے
 متقدمین اور اذکیار متبحرین میں سے کسی کا
 ذہن اس سوال کے نواح تک بھی نہیں گھومے۔

اں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک
کفر و ضلال بن گیا۔

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین
کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے
کا اثنا رہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم
ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا
افترا ہے اور بڑا بھڑٹ و بہتان ہے۔

جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بعض
سے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے
ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے
انبیاء اور اولیاء میں۔

اجلال برہانہ و تفضیلہ و تبجیلہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہا حقیقہ المحققون
من سادات العلماء کا شیخ اکبر
التقی السبکی و قطب العالم الشیخ
عبد القدوس الکنگوهی رحمہم اللہ
تعالیٰ لم یجزم حول سراداتک ساحتہ
فیما نظن و نری ذہن کثیر من العلماء
المتقدمین و الؤذکیاء المتبحرین و
هو عند المبتدعین من اهل الهند
کفر و ضلال و یوسوسون الی اتباعہم
و اولیائہم انه انکار کخاتمیتہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔ فہیہات و ہیہات و
لعمریٰ انه لا فری الفری و اعظم زور
و بہتان بلا امتراء ما حاصلہم علی
ذلک الا الحقد و الشجناء و الحسد
و البغضاء لاهل اللہ تعالیٰ و خواص
عبادہ و کذلک جرت السنۃ الالہیۃ
فی انبیائہ و اولیائہ۔

سترہواں سوال

السؤال السابع عشر

هل تقولون ان النبي صلی اللہ علیہ
کہا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ

وسلم لايفضل علينا الا كفضل
الاخ الاكبر على الاخ الاصغر لا غير
وهل كتب احد منكم هذا المضمون
في كتاب -

صلى الله عليه وسلم كرسيم پر ایسی فضیلت
ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر
ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی
کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

الجواب

جواب

ليس احد منا ولا من اسلافنا
الكرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن
شخصاً من ضعفاء الايمان ايضاً
يتقوه بمثل هذه الخرافات ومن
يقول ان النبي عليه السلام ليس له
فضل علينا الا كما يفضل الاخ الاكبر
على الاصغر فنعتقد في حقه انه
خارج عن دائرة الايمان وقد
صرحت تصانيف جميع الاكابر
من اسلافنا بخلاف ذلك وقد بنوا
وصرحوا وحرروا وجوه فضائله
واحساناته عليه السلام علينا معشر
الامة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن
اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص
من الخلاق فضلاء حسنة

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی
یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی
ضعیف الايمان بھی ایسی خرافات زبان سے
نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم
علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے،
جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے
تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ
ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ
اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہمیہ کا
خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات
اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس
قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو
کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص
کو یہ شہرت ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص

ایسے و اہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے
بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور
اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لیے
کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات
سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سرور اور
سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے
جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور
باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات
ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری
تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہیے تاکہ
ہم ہر سمجھدار و منصف پر اس کی جہالت بدفہمی
اور الحاد و بددینی ظاہر کریں۔

افتري احد بمثل هذه الخرافات
الواہية علينا او على اسلافنا فلا
اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه
اصلا فان كونه عليه السلام افضل
البشر قاطبة و اشرف الخلق كافة و
سيادته عليه السلام على المرسلين
جميعا و امامته النبيين من الامور
القطعية التي لا يسكن لادنى مسلم
ان يتردد فيه اصلا و مع هذا ان
نسب الينا احد من امثال هذه
الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتى
نظهر على كل منصف فہيم جہالة
وسوء فهمه مع الحادة وسوء تدنيه
بحوله تعالى وقوته القوية۔

اٹھارھواں سوال

السؤال الثامن عشر

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف
احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ
کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و
حکمتائے الہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم
عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق

هل تقولون ان علم النبي علي
السلام مقتصر على الاحكام الشرعية
فقط ام اعطى علوماً متعلقة بالذات
والصفات والافعال للباري عز اسمه
والاسرار الخفية والحكم الالهية

میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

غير ذلك مما لم يصل الي سرادقات عمله
احد من الخلائق كما نؤمن بان

جواب

الجواب

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے
ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی
مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو
ذات صفات اور تشریحات یعنی احکام عملیہ
حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مغنیہ
وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی
ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب شدہ
اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و
آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل
عظیم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ
کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے
واقعات میں سے ہر چیز کی اطلاع و حکم ہو کہ
اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریف سے غائب
رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق
سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے
اگر چہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی
سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ

نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة
بالذات والصفات والتشريعات من
الاحكام العملية والحكم النظرية و
الحقائق الحقة والاسرار الخفية
وغيرها من العلوم ما لم يصل الي
سرادقات ساحته احد من الخلائق
لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد
اعطى علم الاولين والآخرين وكان
فضل الله عليه عظيما ولكن لا يلزم
من ذلك علم كل جزئي جزئي من الامور
الحادثة في كل ان من اوانه الزمان
حتى يضر غيبوبة بعضها عن مشاهدته
الشريفة ومعرفة المنيفة باعلميته
عليه السلام ووسعته في العلوم وفضله
في المعارف على كافة الانام وان اطلع

عليها بعض من سواه من الخلائق و
الباد كما لم يضر بأعلمية سليمان عليه
السلام غيبوبة ما اطلع عليه الهدى من
عجائب الحوادث حيث يقول في القرآن قال
إِنِّي أَحَطُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن
سَبَأٍ بِنَبَأٍ يَقِينٍ

مجیدہ مخفی رہا کہ جس سے بد مذکورہ کو انکا ہی ہوتی اس
سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان
نہیں آیا چنانچہ بد مذکورہ کہتی ہے کہ میں نے ایسی
خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سب
میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

انیسواں سوال

السؤال التاسع عشر

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید
الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور
مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی
کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ جو
اس کا حکم کیا ہے؟

اترون ان ابليس للعين اعلم من
سيد الكائنات عليه السلام و اوسع
علمانه مطلقا وهل كتبتم ذلك في تصنيف
ما تحكمون على من اعتقد ذلك -

جواب

اجواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام
کا علم حکم و امر اور وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی
مملوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ
جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے
اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حذا

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان
النبى عليه السلام اعلم الخلق على
الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها
من ملكوت الافاق و نتيقن ان مقال
ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام

فقد كفر وقد افتى مشائخنا بتكفير
من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي
عليه السلام فكيف يمكن ان توجد هذه
المسئلة في تاليف ما من كتبنا غير انه
غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيفة
عن النبي عليه السلام لعدم التقاته اليه
لا نورت نقبها ما في اعلميته عليه السلام
بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم
الشرعية الاثقة بمنصبه الاعلى كما لا
يورد الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيفة لشدة التقات ابليس اليها شرفا
وكما اعلميا فيه فانه ليس عليها مدار
الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان
يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال
لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من
عالم متبحر محقق في العلوم والفنون اللد
غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدد مع سليمان علي
نبينا وعليه السلام وقوله اِنِّي اَحَطُّ
بِمَا لَمْ يَحْطُ بِهِ وداوود بن الحديت و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے
زیادہ ہے پھر ہلکا باری کسی تصنیف میں یہ سئلہ
کہاں پایا جاسکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ خفیر
کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس
کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں
کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو
چکا کہ آپ ان شریفین علوم میں جو آپ کے منصب
اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے
ہوتے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں
کی شدت التقات کے سبب اطلاع مل جانے سے
اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے
پرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچے کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلان
بچے کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس
کو چند علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں
اور ہم بد بھد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے سنا پیش
آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفا تر التفاسیر مشخونه بنظائرھا المتکاثرۃ
المشہرة بین الانام وقد اتفق الحکماء
علی ان افلاطون وجالینوس و امثالھا
من اعلم الاطباء بکیفیات الادویۃ و
احوالھا مع علم ہم ان دیدان النجاستہ
اعرف باحوال النجاستہ وذوقھا وکیفیاتھا
فلم تضر عدم معرفۃ افلاطون وجالینوس
ہذہ الاحوال الردیۃ فی علمیتھا ولم
یرض احد من العقلاء و الحماقی بان یقول
ان الدیہ ان اعلم من افلاطون مع انھا
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاستہ
و مبتدعۃ دیارنا یثبتون للذات الشرفیۃ
النبویۃ علیہا الف الف تحیۃ و سلام
جمیع علوم الاسافل الارازل والااضل
الاکابر قائلین انہ علیہ السلام لھا کان
افضل الخلق كافة فلا بد ان یمتوی علی
علوم ہم جمیعھا کل جزئی جزئی و کلی کلی و نحن
انکرنا اثبات ہذا الامر بهذا القیاس
الفاسدۃ بغير نص من النصوص المعتدۃ
بھا الا تری ان کل مو من افضل و اشرف
من ابلیس فیلم علی ہذا القیاس ان یکن

کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کہ تب
حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبرزہ میں نیز
حکما کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو وہ اول کی کیفیت و
حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیرے نجاست کی حالتوں اور
اور نرے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف
ہونا ان کے علم ہونے کو مضرب نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر رضی نہ ہوگا کہ کیروں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریعتی ادنیٰ
و اعلیٰ و اشرف علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جننی ہوں یا کلی یا آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ فرماؤ تو فرمائیے کہ ہر مسلمان
کہ سلطان بفضل و شرف و جلال ہے پس اس قیاس

کلی شخص من احاد الامة حاویا علی علوم
 ابلیس ویلزم علی ذلک ان یکون سلیمان
 علی نبینا وعلیه السلام عالما بما علمه
 الهدی الهدی وان یکون افلاطون جالیتوس
 معارفین یجیب معارف الدیان واللوازم
 باطلة باسرها کما هو المشاهد وهذا
 خلاصة ما قلناه فی البراهین القاطعة
 لعروق الازعیاء المارقین القاصمة لعنا
 الدجاجلة المفترین فلم یکن یجتنأ فی الا
 عن بعض الجزئیات المستحدثة ومن اجل
 ذلک اتینافیه بلفظ الاشارة حتی تدل
 ان المقصود بالنفی والاثبات هنالك
 تلك الجزئیات لا غیر لکن المفسدین
 یحرفون الكلام ولا ینخافون محاسبة
 السلك العلم وانا جازمون ان من قال
 ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فهو
 کافر کما صرح به غیر واحد من علمائنا
 الکرام ومن افتری علینا بغیر ما ذکرنا فعلیه
 بالبرهان خائف عن مناقشة السلك
 الدیان والله علی نقول وکیل -

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے
 ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، اور لازم آئے گا کہ حضرت
 سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہد
 نے جانا اور افلاطون و جالیتوس واقف ہوں
 کیوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم
 باطل میں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے
 قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا
 ہے جس نے کند ذہن بدذہنوں کی رگیں کاٹ
 دیں اور دجال و مضر کی گروہ کی گردنیں ٹڑ دیں
 سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات برنی
 میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا
 تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف
 یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا
 کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور
 ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں
 کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے
 چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتر سے
 علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے
 خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ
 شاہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان
 کرے اور اگر شاہنشاہ سے قول پر وکیل ہے

السؤال العشرون

بیسواں سوال

اعتقدون أن علم النبي صلى الله عليه وسلم يساوي علم زيد وبكر وبهاشم أم تتبرؤون عن أمثال هذا وهل كتب الشيخ اشرف على التهانوي في رسالته حفظ الايمان هذا المضمون أم لا وبم تخمكون على من اعتقد ذلك.

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

جواب

اقول وهذا ايضا من افتراءات المبتهلين والاذيهم قد حرفوا معنى الكلام وأظهروا بحقد هم خلاف مراد الشيخ مد ظله فقالتهم الله اني يوفكون قال الشيخ العلامة التهانوي في رسالته المسماة بحفظ الايمان وهي رسالة صغيرة اجاب فيها عن ثلاثة سئل عنها، الاولى منها في السجدة العظيمة للقبور والثانية في الطواف بالقبور والثالثة في اطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله

میں کتابوں کی یہ بھی مبتدعین کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا گیا۔ انھیں ہلاک کرنے کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبر کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انہ لا يجوز هذا الاطلاق وان كان
بتأويل لكونه موهبا بالشرك كما منع
من اطلاق قولهم راعنا في القران ومن
قولهم عبدی وامتی فی الحدیث اخرجہ
مسلم فی صحیحہ فان الغیب المطلق فی
الاطلاقات الشرعية ما لم یقیم علیہ
دلیل ولا الی درکہ وسیلۃ وسبیل فعلى
هذا قال الله تعالى قل لا یعلم من فی
السّموات والارض الغیب الا الله ولو
كنت اعلم الغیب وغیر ذلك من الآيات
ولو جوز ذلك بتأویل یلزم ان یجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالك والمعبود
وغیرها من صفات الله تعالى المختصة
بذاته تعالى وتقدس علی المخلوق بذلك
التأویل وایضا یلزم علیہ ان یصح نفی اطلاق
لفظ عالم الغیب عن الله تعالى بالتأویل
الآخر فانه تعالى لیس عالم الغیب بالوسطۃ
والعرض فهل یأذن فی نفيه عاقل متدین
حاشا وکلا ثم لوصح هذا الاطلاق علی ذاته
المقدسة صلی الله علیہ وسلم علی قول السائل
فستفسر منه ما ذاراد هذا الغیب

کہ جائز نہیں گرتا ویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
بشرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاعات شرعیہ میں وہی غیب
مُراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ دو نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہتری نیکی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ مخالف رازق معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو پھر اسی سے دریافت کرتے ہیں۔

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر
 فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض
 غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگر
 تھوڑا سا ہو، زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
 جملہ حیوانات اور چرپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
 ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ
 دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سوال کسی پر لفظ عالم
 الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
 جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو نہ کوئی
 بالاتمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سوال نے اس کو
 مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا
 کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
 تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
 سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خاتم ہر
 رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرمادیں
 کے جھوٹ کا کہیں تپہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی
 مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و
 بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
 یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
 بعضه اى بعض كان فان اراد بعض الغيب
 فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
 عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
 كان قليلا حاصل لزيد وعمر وبل لكل
 صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات
 البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا
 يعلم الاخر ويخفى عليه فلجوز لسائل
 اطلاق عالم الغيب على احد لعلم بعض
 الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
 سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
 يبق من كمالات النبوة لانه يشارك فيه
 سائرهم ولو لم يلتزم طوبى بالفارق و
 لن يجبد اليه سيلا انتهى كلام الشيخ
 التهانوى فانظر و امر حاكم الله في كلام
 الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من
 اثرفا شان يدعى احد من المسلمين
 المساواة بين رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
 يحكم بطريق الزام على من يدعى جواز
 اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم لعلمہ بعض الغیوب انه
 یلزم علیہ ان یجوز اطلاقہ علی جمیع
 الناس والبہائم فاین هذا عن مساواة
 العلم التي یفقرونها علیہ فلغنة الله علی
 الکاذبین۔ وندیقن بان معتقد مساواة
 علم النبی علیہ السلام مع زید وکبر و بہائم
 و مجانبین کافر قطعاً وحاشا للشیخ دام
 سجدة ان یتفوه بهذا وانہ لمن عجب
 العجائب۔

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع
 انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں
 یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا بدعتین نے
 مولانا پر افترا باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھینکار،
 ہمارے نزدیک یقین ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے
 علم کو زید و کبر و بہائم و مجانبین کے علم کے برابر
 سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا
 دام سجدة ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی
 ہی عجیب بات ہے۔

اکیسواں سوال

السؤال الواحد والعشرون

اتقولون ان ذکر ولادته صلى الله عليه
 وسلم مستحب شرعاً من البدعات
 السيئة المحرمة ام غير ذلك۔

کیا تم اس کے تائل ہو کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سنیہ
 حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

جواب

حاشا ان یقول احد من المسلمین
 فضلاً ان نقول نحن ان ذکر ولادته
 الشریفة علیہ الصلوٰة والسلام بل و
 ذکر غبار فعالہ و بول حمارہ صلى الله

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ
 آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں
 کے خیابار اور آپ کی سواری کے گدھے کے
 پیشاب کا تذکرہ بھی ترویج و بدعت سیئہ یا حرام

عليه وسلم مستقيم من البدعات السيئة
المحرمة فالاحوال التي لها ادنى تعلق
برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها
من احب المندوبات واعلى المستقبات
عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة او
ذكر بوله وبراذه وقيامه وعوده ونوبه
ونبهته كما هو موضح في رسالتنا المسماة
بالبراهين الفاقطة في مواضع شتى منها
وفي فتاوى مشائخنا رحمهم الله تعالى
كما في فتوى مولانا احمد على المحدث
المهار نفوري تلميذ الشاه محمد اسحق
الدهلوي ثم المهاجر المكي تنقله مترجما
لتكون غونة عن الجميع سئل هو رحمه
الله تعالى عن مجلس الميلاد باي طريق
يجوز وباي طريق لا يجوز فاجاب بان
ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم بروايات صحيحة في
اوقات خالية عن وظائف العبادات
الواجبات وبكيفية لم تكن مخالفة عن
طريقة الصحابة واهل القرون الثلاثة
المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التي

کئے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے
نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب
ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول براز
نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا
تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ
میں متعدد جگہ بصر احت مذکور اور ہمارے مشائخ
کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحق
صاحب دہلوی مهاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی
محدث سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر
کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ
بن جائے مولانا نے کسی نے سوال کیا تھا کہ
مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور
کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ
جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
شریفہ کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں
جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات
سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلاثہ کے
طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی
شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں
سے جو شرک و بدعت کے مومہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالاداب
 التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
 التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا
 عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
 المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
 بشرط ان يكون مقرونا بصدق النية
 والاخلاص واعتقاد كونه داخل في جملة
 الاذكار الحسنة المنووبة غير مقيد بوقت
 من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
 احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
 غير مشروع او بدعة الى اخر الفتوى فعمل
 من هذا الا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
 بل ننكر على الامور المنكرة التي انقضت
 معها كما شفقوها في المجالس المولودة
 التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
 الموضوعية واختلاط الرجال والنساء و
 الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
 اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
 التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
 غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
 يوجد خاليا منها فلهذا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
 ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
 کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
 سے خالی ہوں بسبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ
 صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
 کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر
 حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں
 جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
 اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیکھا
 اس سے معلوم ہو گیا کہ ہم ولادت شریفیہ کے
 منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
 کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
 مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
 واہیارتہ موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔
 مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
 روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
 ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو سوال نہ
 ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
 اور منکرات شرعیہ میں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
 میلا و خالی ہو، پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
 ہو تو جاشاکر ہم بول کہیں کہ ذکر ولادت شریفیہ

نامعجز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا
 کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے
 پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ٹیچر و مجالس کا افتراء
 ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے
 خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

حاشا ان نقول ان ذکر الولادة الشرفية
 منكر و بدعة و كيف يظن بمسلم هذا
 القول الشنيع فهذا القول علينا ايضاً
 من افتراءات الملاحدة الدجالين
 الكذابين خذلهم الله تعالى ولعنهم
 برا و بجرا سهلا و جبلا

بالیو سوال

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ
 حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اسٹھی
 کی طرف ہے یا نہیں؟

جواب

یہ بھی مبتدعین و مجالس کا بہتان ہے جو ہم پر اور
 ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے
 ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب اور افضل ترین
 مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا
 ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ
 فعل کفار کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش
 سے ان کے گمراہی سے ہمیں اس عبارت سے

السؤال الثاني والعشرون

هل ذكرتم في رسالته ما ان ذكر ولادته
 صلى الله عليه وسلم بجنم اسٹھی کہ نمیا
 ام لا؟

الجواب

هذا ايضاً من افتراءات الدجالين
 المبتدعين علينا وعلى اكارنا وقد بينا
 سابقاً ان ذكره عليه السلام من احسن
 المنذوبات وافضل المستقبات فكيف
 يظن بمسلم ان يقول معاذ الله ان
 ذكر الولادة الشرفية مشابه بفعل
 الكفار وانما اختراعوا من الافتراء

عبارۃ مولانا الکنگوهی قدس اللہ سرہ
 العزیز الی نقلنا ہا فی البراہین علی صحیفۃ
 ۱۲۱ ، وحاشا للشیخ ان یتکلم ومرادہ
 بعید بر احوال عما نسبوا الیہ کاسیظہر
 عن ما نذکرہ وہی تنادی بأعلیٰ نداء ان
 من نسب الیہ ما ذکرہ کذاب مفتر و
 حاصل ما ذکرہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ
 فی مجتہ القیام عند ذکر الولادۃ الشریفیۃ
 ان من اعتقد قدوم روحہ الشریفیۃ من
 عالم الارواح الی عالم الشہادۃ وتیقن
 بنفس الولادۃ المنیغۃ فی المجلس المولود
 فعامل ما کان واجبا فی الساعۃ الولادۃ
 الماضیۃ الحقیقیۃ فهو محطی متشبہ
 بالجوس فی اعتقادہم تولد معبودہم
 المعروف (بکنہیا) کل سنۃ ومعاملتہم
 فی ذلک الیوم ما عویل بہ وقت ولادۃ
 الحقیقیۃ او متشبہ بروافض الہند فی
 معاملتہم ببیدنا الحسین واتباعہ من شہداء
 کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین حیث یأتون
 بحکایۃ جمیع ما فعل معہم فی کربلا یوم
 قولوا وفعلا فیبنون النعش و

کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۲۱
 پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واپسیت
 بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کہوں
 دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ
 ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا
 اور حقیقت حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس
 مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا منفری
 ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفیہ کے وقت
 قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس کا
 حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
 کی روح پرفتح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف
 آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے
 وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت
 کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ
 شخص غلطی پر یا تو مجرّمس کی مشابہت کرتا ہے
 اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنعیا کی
 ہر سال ولادت ملتے اور اس دن وہی برتاؤ
 کرتے ہیں جو کنعیا کی حقیقت ولادت کے
 وقت کیا جاتا اور یار و افض اہل ہند کی مشابہت
 کرتا ہے۔ امام حسینؑ اور ان کے تابعین شہدار
 کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ وہ نفس

بھی ساری ان باتوں کی نقل امارتے ہیں جو قولاً
 وفعلاً حاشوراکے دن میدانِ کربلا میں ان حضرت
 کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کھناتے اور
 قبور کھد کر دفناتے ہیں۔ جنگِ قتال کے جھڑپے
 پڑھتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر
 نوٹے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
 جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک
 میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت
 کی اصل عربی یہ ہے: — قیام کی یہ وجہ بیان
 کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت
 کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرین مجلس اس
 کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی
 ہے کیونکہ یہ وجہ نفس و لادت شریف کے وقت
 کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
 ولادت شریف بار بار ہوتی نہیں پس ولادت شریف
 کا اعادہ یا سہندوں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
 اپنے معبود کنہیا کی اصل ولادت کی پوری نقل آتے
 ہیں یا راضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت
 اہل بیت کی قولا وفعلاً نصیر لکھتے ہیں پس
 معاذ اللہ بدعتوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریف کی
 نقل ہے گا اور یہ حرکت بیشک شہادت کے قابل

الکفن والقبور ویدفنون فیہا ویظہرون
 اعلام الحرب والقتال ویصبغون الثياب
 بالماء وینوحون علیہا وامثال ذلك من
 الخرافات کما لا یخفی علی من شاهد
 احوالہم فی ہذا الدیار ونص عبارتہ
 المتعربة هكذا واما توجيه (ای القیام)
 بقدم روحہ الشریفہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من عالم الارواح الی عالم الشهادة
 فيقومون فعظيما له فهذا ايضا من خرافاتہم
 لان هذا الوجه يقتضى القیام عند
 تحقق نفس الولادة الشریفہ ومتى
 تكرر الولادة فی هذه الايام فهذه
 الاعادة للولادة الشریفہ مماثلة بفعل
 محوس الهندیث یا تون بعین حکایة
 ولادة معبودهم (کنہیا) او مماثلة
 للروافض الذين ينقلون شهادة اهل
 البيت رضی اللہ عنہم کل سنة (ای فعلا
 وعملا) فمعاذ الله ما فعلهم هذا حکایة
 للولادة المنيفة الحقيقية وهذه الحركة
 بلاشك وشبهة حرية باللوم والحرية
 والفسق بل فعلهم هذا ایزید علی

فعل اولئك فانهم يفعلونه في كل عام مرة واحدة وهؤلاء يفعلون هذه المزخرفات الفرضية متى شاءوا وليس لهذا نظير في الشرع بان يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة بل هو محرم شرعاً اه فانظروا يا اولي الابواب ان حضرة الشيخ قدس الله سره العزيز انما انكر على جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون لمثل هذه الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل الجوس والروافض حاشا اكابرنا ان يتفوهوا بمثل ذلك ولكن الظلمين على اهل الحق يفترون و بايات الله يجدون -

اور حرمت و فسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار فعل اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے المرز — پس اے صاحبان عقل غور فرمائیے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے ٹھنڈے پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے و اہیات نامہ خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر و ولادت شریفہ کو ہنڈ یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔

حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں،
ولیکن ظالم لوگ اہل حق پر افتراء کرتے ہیں
اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

تیسواں سوال

السؤال الثالث والعشرون

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے
کے کہنے کو حق تعالیٰ نے خود با اللہ جھوٹ بولنا ہے

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان
المولوى رشيد احمد الغنگوى بفعلة

كذب الباری تعالیٰ وعدم تفضیل قائل
ذلك ام هذا من الافتراءات عليه و
على التقدير الثاني كيف اجواب عما يقوله
البريلوي انه يضع عنده تمثال فتوى
الشيخ المرحوم رفوتوكران المشتمل
على ذلك

اجواب

جواب

الذي نسبوا الى الشيخ الاجل الواحد
الاجيل علامة زمانه فريد عصره و
اوانه مولانا رشيد احمد گنگوہی من
انه كان قائلاً بفعلية الكذب من الباطن
تعالى شأنه وعدم تفضيل من تقوه
بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى
وهو من الاكاذيب التي افتراها الا
بالسته الدجالون الكذابون فقاتلهم
الله اني يوفون وجنا به برئ من تلك
الزندقة والاحاد ويكن بهم فتوى الشيخ
قدس سره التي طبعت وشاعت في
المجلد الاول من فتاواه الموسومة
بالفتاوى الرشيدية على صفحة 119

اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن
پر ہمتان ہے۔ اگر ہمتان ہے تو بریلوی
کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا
ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے
کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

علامہ زمانہ کیتائے دوران شیخ اجل مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف متدین
نے جو یہ فسر کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ
حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے
کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ
پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے ہتانوں
کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی
ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔
جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں
اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتویٰ کر رہا ہے
جو جلد اول فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ 119 پر
طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی
ہے۔ جس پر تصحیح و مواہبیر علماء مکہ مکرمہ

بختام علماء مكة المكرمة

و صورتہ سوالہ هكذا :-

بسم الله الرحمن الرحيم

مخدة وفضل على رسول الكريم

ما قولكم دام فضلکم في ان الله تعالى

هل يتصف بصفة الكذب ام لا و

من يعتقد انه يكذب كيف حكم

افتونا ماجورين -

الجواب

ان الله تعالى منزه من ان يتصف

بصفة الكذب وليست في كلامه

شائبة الكذب ابد كما قال الله تعالى

ومن اصدق من الله قيلا و من

يعتقد ويتغولا بان الله تعالى يكذب

فهو كافر ملعون قطعاً ومخالف

للكتاب والسنة واجماع الامة نعم

اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله

تعالى في القرآن في فرعون وهامان و

ابى لهب انهم جهنميون فهو حكم

قطعي لا يفعل خلافه ابد لكنه تعالى

قد رعى ان يدخل الجنة وليس يوازي

سوال کی صورت یہ ہے:-

بسم الله الرحمن الرحيم

سمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ

صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے

یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا بھڑ بولتا

ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو، اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب

کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کلام میں ہرگز

کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

اور اللہ سے زیادہ سچا کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ

رکھے یا زبان سے نکلے کہ اللہ تعالیٰ بھڑ بولتا

ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب سنت و

اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا

یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں

فرعون و ہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا

ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے

خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں

داخل کرنے پر تیار فرمادے، عاجز ترین ہاں

عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره
 قال الله تعالى ولو شئنا لآتينا كل
 نفس هداها ولكن حق القول من
 لا ملئ جهم من الجنة والناس
 اجمعين فتبين من هذه الاية
 انه تعالى لو شاء لجعلهم كلهم مومنين
 ولكنه لا يخالف ما قال وكل ذلك
 بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل
 مختار فعال لما يريد - هذه عقيدة
 جميع علماء الامة كما قال البيضاوي
 تحت تفسير قوله تعالى ان تغفر لهم الخ
 وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد
 فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب
 كته الاقر رشيد احمد گنگوہی عنہ
 خلاصتہ تصحیح علماء مکة المکرمہ
 زاد الله شرفها الحمد لمن هو به
 حقيق ومنه اسقدا العون والتوفيق
 نا اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور
 هو الحق الذي لا محيص منه وصلی
 الله على خاتم النبیین وعلى اله وصحبه
 وسلم امر برقمه خادم الشريعة سراجی

البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا
 ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت سے
 دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
 بھروں گا جن و انس دونوں سے۔ پس اس آیت
 سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کے مومن
 بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا
 اور یہ سب با اختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ
 وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی
 عقیدہ تمام علماء اہل امت کا ہے۔ جیسا کہ
 بیضاوی نے قول باری تعالیٰ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
 کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ
 بخشنا و عید کا مقصد ہے۔ پس اس میں لذاتہ
 امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
 کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عنہ
 کرا مکرم زاد الله شرفها کے علماء کی تصحیح
 کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا
 مستحق ہے اور اسی کی اعانت و توفیق درکار
 ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق
 ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علی
 خاتم النبیین و علی آلہ و صحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا
 خادم شریعت اُمیدوار لطیف خفی

اللطيف حنفى محمد صالح ابن المرحوم
 صديق كمال الحنفى مفتى مكة المكرمة
 حالا كان الله لهما **محمد صالح بن المرحوم**
صديق كمال
 رقمه المرتبى من ربه كمال النيل محمد سعيد
 بن محمد بصيل بمكة المحمية غفر الله له و

محمد صالح خلف صديق كمال مرحوم حنفى مفتى
 مكه مكرمه كان الله لهما - لهما اميد وار
 كمال نسيل محمد سعيد بن بصيل نے ، حق
 تعالى ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ
 مسلمانوں کو بخش دے۔

لوالديه ولشائخه وجميع المسلمين **محمد سعيد بن**
محمد بصيل

الراجى العفو من واهب العطفية
 محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين
 مفتى المالكية ببلد الله المحمية -
 مصليا ومسلما هذا وما اجاب
 العلامة رشيد احمد فيه الكفاية و
 عليه المعمول بل هو الحق الذى لا
 يحيص عنه رقمه الحقيقى خلف بن
 ابراهيم خادم افتاء الخنا بلة بمكة المتفرقة
 والجواب عما يقول البريلوى انه
 يضع عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم
 بفتو كرات المشغل على ما ذكر هو انه
 من مختلفاته اختلقتها ووضعها عنده
 افتراء على الشيخ قدس سره ومثل هذه
 الاكاذيب والاختلافات هين عليه
 فانه امتاذا الساقطة فيها وكلهم عمال

اميد وار عفو از واهب العطفية محمد عابد
 بن شيخ حسين مرحوم مفتى مالكيه -

درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد
 نے جواب دیا ہے ، کافی ہے اور اس پر اعتماد
 ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں لکھا
 حقیر خلف بن ابراہیم حبیبی خادم افتاء
 مکہ مشرف نے

اور یہ جو بریلوی کتاب ہے کہ اس کے پاس مولانا
 کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس
 کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان
 باندھنے کو یہ جمل ہے جس کو گھر کر اپنے پاس رکھ
 لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جمل اسے آسان
 ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد
 ہے اور زمانہ کے رنگ اس کے چیلے کیونکہ

علیہ فی زمانہ فانہ مُحَرَّفٌ مَلْبَسٌ دَجَالِ
مکار ربہا یصور الامہار و لیس بادی
من المسیح القادیانی فانہ یدعی الرسالة
ظاہرا و علنا و هذا یتستری بالمجددیة
و یکفر علماء الامة کما کفر الوهابیة
اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خزله
الله تعالیٰ کما خذلہم۔

تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت
ہے۔ اکثر نہیں بنا لیتا ہے، مسیح قادیانی سے
کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا
مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے
علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح
محمد بن عبد الوهاب کے دیوانی چیلے امت کی
تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح
رہو کرے

السؤال الرابع والعشرون

چوبیسواں سوال

هل تعتقدون امکان وقوع الكذب
فی كلام من كلام المولى عزوجل سبحانه
ام كيف الامر

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی
کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا
بات ہے۔

الجواب

جواب

نحن و مشائخنا و رحمهم الله تعالى نؤمن
و نتيقن بان كل كلام صدر عن الباري
عزوجل او سيصدر عنه فهو مقطوع
الصديق مجزوم بمطابقة الواقع و ليس
فی كلام من كلامه تعالى شائبة كذب
ومظنة خلاف اصلا بلاشبهة و من
اعتقد خلاف ذلك او توسل بالكذب في

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ
جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ
یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے
کبھی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا وہم
بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے
یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ
وہ کافر و کلمہ زندقہ ہے۔ اس میں ایمان

شیء من کلامه فهو کافر ملحد زندق لیس کاش تبہ بھی نہیں۔
لہ شائتہ من الایمان۔

پچھلیوں سوال

السؤال الخامس والعشرون

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے۔ واقعی امر میں بتلاؤ۔

هل نسبتم في تأليفكم الى بعض الاشاعرة القول بامكان الكذب وعلى تقديرها فما المراد بذلك وهل عندكم نص على هذا المذهب من المعتمدين بينوا الامر لنا على وجهه۔

جواب

الجواب

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خیر دی، یا ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں۔ سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرت قدریر سے خارج اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدر خدا ہونا چاہیے ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

الاصل فيه انه وقع النزاع بيننا وبين المنطقيين من اهل الهند والمبتدعة منهم في مقدورية خلاف ما وعد به الباري سبحانه وتعالى او اخبر به او اراده و امثالها فقالوا ان خلاف هذه الاشياء خارج عن القدرة القديمة مستحيل عقلا لا يمكن ان يكون مقدورا لله تعالى واجب عليه ما يطاق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا

ان امثال هذه الاشياء مقدور قطعاً
 لكنه غير جائز الوقوع عند اهل السنة
 والجماعة من الاشاعرة و الماتريدية
 شرعاً و عقلاً عند الماتريدية و شرعاً
 فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علينا
 بانه ان امكن مقدورية هذه الاشياء
 لزم امكان الكذب وهو غير مقدور
 قطعاً و مستحيل ذاتاً فاجبناهم باجوبة
 شتى مما ذكره علماء الكلام منها لو سلم
 استلزام امكان الكذب لمقدوره خلاف
 الوعد و الاخبار و امثالهما فهو ايضاً
 غير مستحيل بالذات بل هو مثل
 السفه و الظلم مقدور ذاتاً ممتنع
 عقلاً و شرعاً او شرعاً فقط كما صرح
 به غير واحد من الائمة فلما رأوا
 هذه الاجوبة عثوا في الارض و نسبوا
 اليها تجويز النقص بالنسبة الى جناب
 تبارك و تعالی و اشاعوا هذا الكلام
 بين السفهاء و الجاهلاء تنفير اللوام
 و ابتغاء الشهوات و الشهرة بين الانام
 و بلغوا اسباب السموات و افتراء فضوا

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت
 میں داخل ہیں، البتہ اہل سنت و الجماعت اثنائے
 و ماترید یہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
 نہیں۔ ماترید یہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
 اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
 پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
 تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
 لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
 اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
 ہوئے چند جواب دیے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
 وعدہ و خبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت مانے
 سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ
 بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح
 ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً
 ممتنع ہے جیسا کہ بہت سے علماء اس کی تصریح کر
 چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
 ٹٹک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ
 غسوب کیا کہ جناب باری عز اسمہ کی جانب
 نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے
 اور مخلوق میں شہرت پا کر اپنا مطلب پورا کرنے
 کو سفہاء و جاهل ہیں اس لیے غیبات کی خوب شہرت

مثلاً من عندہم لفعلیۃ الذنب بلا
 مخافة عن الملك العلام ولما اطلع
 اهل الهند علی مکائدہم استنصروا
 بعلماء الحرمین الکرام لعلمہم بانہم
 غافلون عن خبا ئاتہم وعن حقیقۃ
 اقوال علمائنا وما مثلہم فی ذلک
 الا کمثل المعتزلة مع اهل السنة و
 الجماعة فانہم اخرجوا اثابة العاصی
 وعقاب المطیع عن القدرة القدیمۃ و
 اوجبوا العدل علی ذاته تعالیٰ قسموا
 انفسہم اصحاب العدل والتزیه و
 فسبوا علماء اهل السنة والجماعة الی
 الجور والاعتساف والتشویہ فکما
 ان قدماء اهل السنة والجماعة لم
 یبالوا بجهالہم ولم یجوزوا العجز
 بالنسبة الیہ سبحانہ وتعالیٰ فی الظلم
 المذكور وعمموا القدرة القدیمۃ مع
 ازالة النقائص عن ذاته الکاملۃ
 الشریفۃ و اتمام التزیه والتقدیس
 بجنابہ العالی قائلین ان ظنکم المنقصۃ
 فی جواز مقدورۃ العتق الطائفتی

دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ اپنی
 طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کر لیا اور
 خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب
 اہل ہند ان کی مسکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں
 نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے
 کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء
 کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر نہیں اس معاملہ
 میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی
 سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو سبائے سزا کے
 ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج
 اور ذات باری پر عدل واجب بنا کر اپنا نام اصحاب
 عدل و تزیه رکھا، اور علمائے اہل سنت والجماعت
 کی خیر اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء
 اہل سنت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروا
 نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب
 بجز کافسوس کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ
 کو عام کہہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور
 جناب باری کے کمال تقدس و تزیه کو یوں کہہ کر
 ثابت کیا کہ نیکو کار کے لیے عذاب اور بدکار
 کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ
 منہ سے نقصہ کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ

الثواب للعاصي انما هو وخاتمة الفلسفة
الشيعة كذلك قلنا لهم ان ظنكم
النقص بمقدوره خلاف الوعد و
الاخبار والصدق وامثال ذلك مع
كونه مستنع الصداور عنه تعالى شرعا
فقط او عقلا و شرعا انما هو من بلاد
الفلسفة والمنطق وجهلكم الوخيم فهم
فلو ما فعلوا الاجل التنزيه لكنهم لم
يقدر و اعلى كمال القدرة وتعميمها و
اما اسلافنا اهل السنة والجماعة
فجمعوا بين الامرين من تعميم القدرة
وتعميم التنزيه للواجب سبحانه وتعالى
وهذا الذي ذكرناه في البراهين مختصر
وهاكم بعض النصوص عليه من الكتب
المعتبرة في المذهب (۱) قال في شرح
المواقف اوجب جميع المعتزلة والنواج
عقاب صاحب الكيرة اذامات بلا
توبة ولم يجوزوا ان يعفو الله عنه
بوجهين الاول انه تعالى اوعده بالعقاب
على الكبائر واخبر به اى بالعقاب
عليها فلو لم يعاقب على الكبائر وعفا

کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو
جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے
خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے
حالانکہ صرف شرعا و عقلا دونوں طرح وقوع
ممکن ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت
کا ثمرہ اور منطوق و فلسفہ کی بلا ہے۔ پس بدعتیوں
نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و
کامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور جہالت
سلف اہل سنت والجماعت نے دونوں امر
لمحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی
اور تنزیہ تام۔ یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو
ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل
مذہب کے تعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات
میں سن لیں:

(۱) شرح مواقت میں مذکور ہے کہ تمام
معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب
کو جبکہ بلا توبہ مرجائے واجب کہا ہے اور
جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی
دو وجہ بیان کی ہیں: اول یہ کہ حق تعالیٰ نے
کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وحید فرمائی
نہیں اس کے عذاب نہ ہے اور معاف کر دے

لزم الخلف في وعيده والكذب في خبره
وانه محال والجواب غاية وقوع
العقاب فاین وجوب العقاب الذی
کلامنا فیہ اذ لا شبهة فی ان عدم
الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا و
لا کذبا لا یقال انه یستلزم جوازهما
وهو ایضا محال لانا نقول استحالة
ممنوعة کيف وهما من الممكنات التي
تسقطها قدرته تعالیٰ ۱۱

(۲) وفي شرح المقاصد للعلامة المتقارن
رحمه الله تعالیٰ فی خاتمة بحث القدرة
المنکرون لشمول قدرته طوائف منهم
النظام واتباعه القائلون بانه لا یقدر
على الجہل والكذب والظلم وسائر
القبائح اذ لو كان خلقها مقدورا له
لجاز صدوره عنه واللازم باطل لافضاً
الی السفه ان كان عالماً یفصح ذلك و
باستغناؤه عنه والی الجہل ان لم یکن
عالماً والجواب لا نسلم قبح الشئ بالنسبة
الیه کيف وهو تصرف فی ملکة ولو سلم
فالقدرة لا تنافی امتناع من نظام

تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع
لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ
بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلعت
ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلعت
اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال
ہے کہ کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال
کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ خلعت اور کذب ان حکمت
میں داخل ہیں جن کی قدرت باری تعالیٰ شامل ہے
(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ قسارانی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا
ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام
اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل
اور کذب و ظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ
ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل
ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور
صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے
بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سلف لازم آئے گا
اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی ہر نسبت کے کسی شئی کا قبیح

الی وجود الصارف وعدم الداعی وان
کان ممکناً اذ ملخصه :

(۳) قال فی المسأرة و شرحه المسأرة
للعلامة المحقق کمال بن الهمام الحنفی
وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی
رحمهما اللہ تعالیٰ ما نصه ثم قال ای
صاحب العمدة ولا یوصف اللہ تعالیٰ
بالقدرة علی الظلم والسفہ والکذب
لان الحال لا یدخل تحت القدرة ای
یصح متعلقاً لها وعند المعتزلة یقدر
تعالیٰ علی کل ذلک ولا یفعل انتہی
کلام صاحب العمدة وکانہ انقلب
علیہ ما نقلہ عن المعتزلة اذ لا شک
ان سلب القدرة عما ذکرہ مذهب
المعتزلة واما ثبوتها ای القدرة علی ما
ما ذکرتم الامتناع عن متعلقها اختیارا
فہو مذهب الاشاعرة الیق منہ
بمذهب المعتزلة ولا یخفی ان هذا
الالیق ادخل فی التزیه ایضاً اذ لا
شک فی ان الامتناع عنہا ای عن المذكور
من الظلم والسفہ والکذب من باب

ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اپنے حکم میں
تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ
قیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق اعتناء صدر
کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت
قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور
مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممکن ہو۔

(۴) مسأرة اور اس کی شرح مسأرة میں علامہ
کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف
مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں
پھر صاحب العمدة نے کہا حق تعالیٰ کیوں نہیں
کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے
(کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ خلف کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے)
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا
یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں اور
معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر
تو ہے مگر کرے گا نہیں صاحب العمدة کا کلام ختم
ہو گیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدة
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا
کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت
کا سبب کرنا صحیح نہیں ہے معتزلہ سبب اور افعال

التزيهات عما لا يليق بجناب قدسه
 تعالى فليس ببالبناء للمفعول اى
 يختبر العقل في ان اى الفصلين ابلغ
 في التزيه عن الفحشاء اهو القدرة
 عليه اى على ما ذكر من الامور الثلاثة
 مع الامتناع اى امتناعه تعالى عنه
 مختار لذلك الامتناع او الامتناع
 اى امتناعه عنه لعدم القدرة عليه
 فيجب العول بادخل القولين في التزيه
 وهو القول الين بمذهب الاشاعرة اه
 (۳) وفي حواشى الكلبنوى على شرح
 العقائد العنصرية للمحقق الدواني
 رحمهما الله تعالى ما نصه وبالجمله
 كون الكذب في الكلام اللفظي قبيحا
 بمعنى صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة
 ولذا قال الشريف المحقق انه من جملة
 الممكنات وحصول العلم القطعي لعدم
 وقوعه في كلامه تعالى باجماع العلماء
 والانبيا عليهم السلام لا ينافي امكانه
 في ذاته كسائر العلوم العادية القطعية
 وهو لا ينافي ما ذكره الامام الرازي الخ

مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع
 نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعره کے زیادہ سبب
 ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول
 مناسب کہ تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی
 بیشک ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہ
 سے ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے
 شایان نہیں پس عقل کا استیمان لیا جاتا ہے کہ دونوں
 صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزیہ عن
 الفحشاء میں زیادہ دخل ہے۔ ایک اس صورت میں کہ
 ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت پائی جائے مگر مطلقاً
 و ارادہ مطلق الوقوع کا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اس
 طرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ
 کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو
 تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے اور
 وہ وہی ہے جو اشاعره کا مذہب یعنی امکان بالذات
 و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عنصرية کے حاشیہ
 کلبنوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ
 کلام لفظی میں کذب کا ایں معنی تبیح ہونا کہ نقص و عیب
 ہے اشاعره کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف
 محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور

(۵) فی تحریر الاصول لصاحب فتح
 القدير الامام ابن الهمام و شرحه لابن
 امير الحاج رحمهما الله تعالى مانصه
 وحيث ان اي وحين كان مستحيلا
 عليه ما ادرك فيه نقص ظهر القطع
 باستحالة انصافه اي الله تعالى بالكذب
 ونحوه تعالى عن ذلك وايضا لو لم
 يمتنع انصاف فعله بالقبح سيرتفع
 الايمان عن صدق وعده وصدق
 خبر غيره اي الوعد منه تعالى وصدق
 النبوة اي لم يجزم بصدقه اصلا و
 عند الاشاعرة كسائر الخلق القطع
 بعدم انصافه تعالى بشئ من القبائح
 دون الاستحالة العقلية كسائر العلوم
 التي يقطع فيها بان الواقع احد
 النقيضين مع عدم استحالة الآخر
 لو قدر انه الواقع كالقطع بسكته و
 بعد اد اي بوجودهما فانه لا يحيل
 عدمهما عقلا وحيث ان اي وحين كان
 الامر على هذا لا يلزم ارتفاع الايمان
 لانه لا يلزم من جواز الشئ عقلا عدم

جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس
 طرح کہ کلام الہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس
 پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے
 ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ
 علوم عماد پر قطعاً باوجود امکان کذب بالذات حاصل
 ہو کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں
 (۵) صاحب فتح القدير امام ابن ہمام کی تحریر
 الاصول اور ابن امير الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح
 منصوص ہے اور اب معنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر
 محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ
 اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہوا یقیناً
 محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ انصاف
 محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ ہے گا
 اور نبوت کی سچائی یقینی نہ ہے گی اور شاعرہ کے
 نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبح کے ساتھ یقیناً متصف
 نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً
 محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک
 نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی
 نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا
 موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود
 ہوں اور اب معنی جب یہ ضدت ہوتی تو امکان

الجزم بعدمه والخلاف الجاری
 فی الاستحالة والامکان العقلی جار
 فی کل نقیضه اقدرته تعالیٰ علیہا
 مسلوٰبہ ام ہی ای النقیضہ بہا ای
 بقدرتہ مشمولہ والقطع بانہ لا یفعل
 ای والحال القطع بعدم فعل تلك
 النقیضہ الخ ومثل ما ذکرناہ عن
 مذہب الاشاعرة ذکرة القاضی
 العصفی فی شرح مختصر الاصول و
 اصحاب الحواشی علیہ ومثله فی
 شرح المقاصد وحواشی المواقف
 للچلی و غیرہ وکذاک صرح بالعلامۃ
 القوشجی فی شرح التجرید والقونوی
 و غیرہم اعرضنا عن ذکر نصوصہم
 مخافة الاطناب والسامة والله
 المتولى للرشاد والهدایة -

کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا اس لیے
 کہ عملاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم
 پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و
 امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل سنت میں) ہر
 نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی
 نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت
 حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین کے
 کہہ کر ٹکانیں (جیسا کہ اہل سنت کا قول ہے) یعنی اس
 نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا
 مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عصفد
 نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے
 ماشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلی
 کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی
 ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی
 وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل
 کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ
 ہی ہدایت کا متولی ہے۔

چھبیسواں سوال

السؤال السادس والعشرون

ما قولکم فی القادیا فی الذی بدع المسلمیۃ
 کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے

کا دعویٰ ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو، تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے پیشکش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے

والنبوة فان انا سا يفسبون اليكم
حبه ومدحه فالمرجو من مكارم
اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه
الامور بياناً شافياً ليتضح صدق
القائلين و كذبهم ولا يبقى الربيب
الذي حدث في قلوبنا من تشويشات
الناس -

جواب

الجواب

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا دعویٰ نبوت و سمیت
قادیانی کے بائے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع
میں جب تک اس کی بعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی
بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور
تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ
مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے، ہم
اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض
ناشائستہ اقوال کو تادیل کر کے محل حسن پر عمل
کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و
سمیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان
پر اٹھانے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث
عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے

جملة قولنا وقول مشائخنا في
القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية
انا كنا في بدء امره ما لم يظهر لنا
منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه
يؤيد الاسلام ويبطل جميع
الاديان التي سواه بالبراهين و
الدلائل فحسن الظن به على ما
هو اللائق للمسلم بالمسلم وناول
بعض اقواله وغملة على محل حسن
ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية
وانكر رفع الله تعالى المسيح الى السماء
وظهر لنا من خبيث اعتقاده وزندقته

افتی مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 بکفرہ وفتویٰ شریحنا ومولانا رشید
 الکنگوهی رحمہ اللہ فی کفر القاریانی
 قد طبعت وشتاعت یوجد کثیر
 منها فی ایدی الناس لم یبق فیہا
 خفاء الا انہ لما کان مقصود
 المستدین تہیج سفہاء الہند و
 جہالہم علینا و تغیر علماء الحرمین
 و اہل فتیاءہما و قضائہما و اشرافہما
 من الہم علموا ان العرب لا
 یحسنون الہندیۃ بل لا یمیلغ
 لہم الکتب و الرسائل الہند
 افتروا علینا ہذہ الاکاذیب فاللہ
 المستعان وعلیہ التوکل و بہ
 الاعتصام ہذا الذی ذکرنا فی
 الجواب ہوما نعتقدہ و ندین اللہ
 تعالیٰ بہ فان کان فی وایکم حقا
 و صوابا فاکتبوا علیہ تھیح حکم
 و زینوہ بختکم و ان کان غلطاً
 و باطلا فدلونا علی ما ہوا الحق
 عندکم فاننا ان شاء اللہ لا نتحاذر

مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔
 قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت
 مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر
 شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس
 موجود ہے کوئی دھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ
 بدتدین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے
 جملہ کوہم پر برا فروختہ کریں اور حرمین شریفین
 کے علماء و مفتی و اشراف و قاضی و رؤسا کو
 ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل
 عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ
 ان تک ہندی رسائل و کتابیں پونجی بھی نہیں
 اس لیے ہم پر چھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی
 سے مدد و درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور
 اسی کا تمک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے
 عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر
 آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں
 تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے
 اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے
 نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ
 حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ
 کے اشراف و اشراف کوئی شبہ لاحق ہو گا تو

عن الحق وان عن لنا في قولكم
 شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر
 الحق ولم يبق فيه خفاء و آخر
 دعواتنا ان الحمد لله رب العالمين
 وصلى الله على سيدنا محمد سيد
 الاولين و الاخرين وعلى اله
 وصحبه وازواجه و ذرياتهم اجمعين
 قاله بعمه ورقمه بعامه حاتم
 طلبة علوم الاسلام كثير الذنوب
 والاثام الاحقر خلیل احمد
 وفقه الله التردد ولغد :

يوم الاثنين ثامن عشر
 من شهر شوال ۱۳۲۵ھ

تمت

تمام شد

۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر
 ہو جائے اور خفا نہ رہے اور بخاری آخری
 پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیادہ ہے
 جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ
 کا درود و سلام نازل ہوا اولین و آخرین کے
 سردار محمد پر اور ان کی اولاد و صحابہ
 و ازواج و ذریات سب پر۔

ربان سے کہا اور ستم سے لکھا، نا، والطلبہ
 کثیر الذنوب والاثام حقیر خلیل احمد نے
 خدا ان کو توشہ آخرت کی تو شیعہ سطا
 فرمائے



چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیقی علماء ہندوستان سے مکمل کرنے کے بعد حجاز
مصر و شام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا، اس لیے اول علماء ہند کی تحریرات
درج کی جاتی ہیں :-

تصدیق ازین توفیہ العارفين بذمة المشيخة حضر مولانا الحاج المولى محمود بن محمد بن فضل بن
بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر قسم کی تعریف زیادہ ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا
جاننے والا ہے اور دُور و وسلام اس ذات پر جس نے
فرمایا ہے کہ اچھا لگان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان
کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سرور و پیشوا
ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ
سے شرف ہر جس کو مولانا علامہ و پیشوائے
علماء امام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب
نے لکھا ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں
ہر شیبہ فراز پر سوا اللہ ہی کیلئے ہے ان کی
خوبی و اقصیٰ حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے
بدگمانی زائل مندرائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

الحمد لله عالم الغيب والشهادة و
الصلوة والسلام على من قال ان
احسن الظن من العبادة وعلى اله
واصحابه هم سادة الامة وقادة
وبعد فقد تشرفت بمطالعة المقالة
التي رصفها المولى العلامة مقدم
علماء الانام مولانا المولى
خليل احمد لا زال فيوضه منسجمة
على السهول والاكمام فله دره ولا
مثل عشرة قداق بالحق الصريح
وازال عن اهل الحق الظن القبيح

جملہ شاخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں
پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا
عطا فرمائے جو حاسد کی افتراء پر دازی کے سبب
کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔

طبع
العام

وہو معتقد ناو معتقد مشائخنا
جميعا لا ريب فيه فاثابه الله تعالى
جزاء عنائه في ابطال وساوس
الحاسد في افتراءه فقط
محمود عفی عنہ المدرس الاول فی
مدرسة دیوبند

تحریر نیت اعلیٰ صفوة الصلحی حضرت مولانا الحاج میر محمد حسن صاحب امر ہی اس امر

خدا کے لیے ہے عادل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات
عجیب برکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کی، اور
چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے
گھونگٹ حق اور صواب کے چہروں سے کھول
دیے۔ کیونکہ نہ ہر مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق
تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین
زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو
دام و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور
جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس
کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے
پیچھے سے، اور یہی حق صریح ہے جس میں
شک نہیں۔ پس یہی حق ہے اور حق کے
حق صریح اور یہی حق ہے کہ اس کا ربا اور یہ سبب

لله در المحیب اللیب حیث اتی
بتحقیقات منیفة وتدقیقات
بدیعة فی کل مسألة و باب و
میز القشر عن اللباب و کشف قناع
الریب و البطلان عن وجوه خرائد
الحق و الصواب کیف لا و المحیب
المحق المحقق هو مورد انعامه و
افضاله و مقدم المحققین فی اقرانه
وامثاله فالحق انه ادامہ الله تعالى
وابقاء اصحاب فی ما افادونی کل
ما اجاب اجاد لا یاتیه الباطل من
بین یدیه ولا من خلفه و هو
حق صریح لا ریب فیہ فاذناہ

الحق وما ذا بعد الحق الا الضلال
 وكل ذلك هو معتقدنا و معتقد
 مشائخنا و ساداتنا اماننا الله
 عليه و حشرنا مع عباده المخلصين
 المتقين و بوانا في جوار المقربين
 من النبيين و الصديقين و الشهداء
 و المهالحين اامين فامين فمن تقول
 علينا او على مشائخنا العظام بعض
 الاقاويل فكلها فرية بلا مرية و
 الله يهدينا و اياهم الى صراط مستقيم
 و هو تعالى و تقدس بكل شئ خبير
 و عليم و اخر دعوانا ان الحمد لله
 رب العلمين و الصلوة و السلام
 على خير خلقه و صفوة انبيائه
 سيدنا و مولانا محمد و اله و صحبه
 اجمعين و انا العبد الضعيف الخفيف
 خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن
 الحسيني نسا و الامروهي مولدا و
 موطننا و اچشتي الصابري و النقشبندی
 المجددی طریقہ و مشربا و الحنفی
 الماتریدی مسلکاً مذهباً

ہمارا اوز ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
 عقیدہ ہے، حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت
 دے اور اپنے مخلص پر ہیزگار بندوں کے
 ساتھ محشور فرمائے اور انہیں یار و صدیقین
 و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہم سایہ
 میں جگہ عطا فرمائے آمین، آمین۔ پس جس
 نے ہم پر یا ہمارے با عظمت مشائخ پر کوئی
 قول جھوٹ باندا تو وہ بلاشبہ اقرار ہے
 اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے
 اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شے سے باخبر اور
 واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب
 تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور
 درود و سلام جو بہترین خلق خلاصہ
 انبیاء سیدنا و مولانا محمد، اور
 ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر
 میں ہوں بندہ ضعیف خادم الطلبة
 احقر الزمن، احمد حسن حسینی نسا امر وہی
 مولدا و موطننا چشتی صابری بقشبندی
 مجددی طریقہ و مشربا، حنفی ماتریدی
 مسلکاً و مذہباً۔

طبع الخاتم

تحریر شریف عیونہ الفقہا و اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب برکات تم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله حق حمده والصلوة والسلام الايمان الاكملان على من لا نبى من بعده اما بعد فيقول العبد المفتقر الى رحمة الرحيم المنان عزيز الرحمن عفا الله عنه المفتي والمدرس في المدرسة العاليت الواقعة في ديوبند ان ما نطقه العلامة المقدام البحر القمقام المحدث الفقيه المتكلم النبويه الرحلة الامام قدوة الانام جامع الشريعة والطريقة واقف رموز الحقيقة من قام لنصرة الحق المبين وقمع اساس الشرك والاحداث في الدين المويد من الله الواحد الصمد مولانا الحاج الحافظ خليل احمد المدرس الاول في مدرسة مظاهر العلوم الواقعة في السهارنپور حفظه الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ تفریغیں اللہ کے لیے بنیں اور درود و سلام تمام وکامل اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں وکتا ہے رحیم ومنتان کی رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ مفتی مدرس مدرس عالیہ واقع دیوبند جو کچھ تحریر فرمایا، علامہ پیشوا، دریائے مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع امام مقتدا سے خلق جامع شریعت طرہیت واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہوئے حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی شرک و بدعت کی بنسبیاؤ، مؤیدین اللہ الواحد الصمد مولانا الحاج حافظ خليل احمد مدرس اول مدرسہ مظاهر العلوم واقع سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے محفوظ رکھے)، مسائل کی تحقیق میں وہ سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ سب سے پس

فی تحقیق المسائل هو الحق عندی
ومعتقدی و مشائخی فجازاه الله
احسن الجزاء یوم القیام ورحم الله
من احسن الظن بالسادات العظام
والله تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد
اولاً و آخراً حقیق و هو حسبی و
نعم الوکیل۔

اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ
کتبہ العبد عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبند
دیوبندی نے۔

کلمات باریکات طیبہ الملت حکیم الامت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی ادام اللہ فیہم

نُقِرُّه و نعتقدہ و اکل امر
المفترین الی اللہ و انا اشرف علی
الہقاوی الحنفی الجشتی ختم اللہ
تعالیٰ له بالخیر۔

تصدیق لطیف شیخ الالقیاء و سند البرہان مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبدالرحیم صاحب

الذی کتب فی ہذہ الرسالتحق
صحیح و ثابت فی الکتب بنص صحیح
و هو معتقدی و معتقد مشائخی
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
احیاناً اللہ بہا و اما تنا علیہا و

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود
ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ، اور
یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے
اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر
اقتدار ہے کہ جو ارادے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعیف عبد الرحیم عفی
 عنه الراجحی الخادم لحضرة مولانا
 الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ
 سرہ العزیز۔

میں ہوں بندہ شعیف عبد الرحیم عفی
 راجحی الخادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد
 گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز۔

تسبیح منیرین الحکماء ام الفضل حضرت مولانا الحاج محمد حسن صاحب مجاہدین

الحمد لله التوحد في جلال ذاته
 المستورة عن شوائب النقص وسماة
 والصلوة والسلام على سيدنا محمد
 نبيه ورسوله وعلى اله وصحبه
 اجمعين وبعد فهذا القول الذي
 نطق به الشيخ الاجل الامجد و
 الفرد الاكمل الاوحد مولانا
 الحاج الحافظ خليل احمد دام ظله
 الظليل على رؤس المسترشدين و
 ابقاه الله تعالى لاحياء الشريعة و
 الطريقة والدين هو الحق عندنا و
 معتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان
 الله تعالى عليهم اجمعين الى يوم الدين
 وانا العبد الضعیف الخيف محمد

سب تعرضين الله کے لیے جو کیا ہے اپنی ذات
 کے جلال میں، پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامت
 سے اور درود و سلام سیدنا محمد پر جو اس کے
 نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب
 پر ابا بعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد
 اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ
 خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدين
 نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و
 طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے
 لیے قائم رکھے، حتیٰ جہ ہمارے نزدیک
 اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ
 رضوان اللہ علیہم اجمعین، الی یوم
 الدین کا۔
 میں ہوں بندہ ضعیف خیف محمد حسن

تحریر تشریف آفرین جامع الکمال دوق الاحول جناب مولانا الحاج المومنی قدس سرہ صابورک احوالہ

یہی ہے حق اور صواب

قدرت اللہ غفرلہ ولو الدیہ مدرس

مدرسہ مراد آباد -

مدرسہ مراد آباد

تحریر نفیس صاحب الرائے اصیاب الفہم الشاقب مولانا الحاج المومنی صاحب بیت من صاحب ذیونکم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام
 علی من لا نبی بعده وبعد فما
 کتبه الشیخ الامام الحبر الہمام فی
 جواب السوالات المذكورة هو
 الحق والصواب والمطابق لما نطق
 به السنة والکتاب وهو الذی
 نتدین لله تعالیٰ وبه وهو معتقدنا
 ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ
 تعالیٰ فرحمہم اللہ من نظرہا بعین
 الانصاف واذعن للحق وانقاد
 للصدق

سب تعریفیں اللہ کی تاکہ لیے اور درود و
 سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ
 لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے
 سوالات مذکورہ کے جواب میں ہی حق
 اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے
 جو سنت و کتاب کہ رہی ہیں اور ہم اس کو
 دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ
 ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ
 تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرمائے اس پر جو
 بحیث انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے
 اور صدق کا مطیع ہو۔

وانا الفید الضعیف

حبیب الرحمن دیوبندی

حبیب الرحمن دیوبندی

تحریر لطیف لقیتم اسلف قدوس الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد حیدر صاحب ابراہیم

ماکتبہ العلامة وحید العصر ہو جو کچھ لکھا علامہ کی تائید کے زمانے سے وہی حق اور صواب ہے۔

احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الديويندى ناظم المدرسة العالية الديوبندية
احمد بن مولانا محمد قاسم نانوتوی ثم الديويندى مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریفی اور فیض الیوم جامع العقول والمنقول مولانا الحاج المولوی علامہ ابراہیم صاحب جلالہ

الحمد لله الذي قصرت عن وصف كماله السنة بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الى ساحة جلاله اجنحة العقول والافهام والصلوة والسلام على افضل الرسل سيدنا محمد بن الهادي الى دار السلام وعلى اله واصحابه البررة الكرام ، اما بعد فالقول الذي نطق به في جواب السوال المذكورة اكمل كلاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوة جماعة السالكين وزبدة مجامع المتقين مولانا الحافظ الحاج

سب تصویفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے ضمیر کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہنچنے سے عقول و انہام کے بازو عاجز ہیں اور درود و سلام افضل رسل سیدنا محمد پر ہے اور ان کے آل و اصحاب نیکو کاران بزرگان پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کالمین زمانہ میں اکمل، اور علماء وقت میں اعلم اور گروہ سالکین کے مقتدا، اور جماعت تائید کنندہ متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلام صادق

خلیل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ قول حق
 وکلام صادق وهو معتقدنا و معتقد
 جميع مشائخنا رحمهم الله تعالى
 اجمعين - وانا العبد الضعيف
 غلام رسول عفا الله عنه القوی
 المدرس فی المدرسة العالیة الادیوبندیة

ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے
 تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔
 میں ہوں بسندہ ضعیف
 غلام رسول عفی عنہ
 مدرس مدرسۃ عالیہ
 دیوبند

تحریر نیک فاضل عصر کامل و جناب مولانا مولوی محمد شہول صاحب لائزال مجددہ

حامدا و مصليا و مسلما و بعد فہذا
 الاجوبة التي حررها و ارفع راية العلم
 و الهداية خافض رايات الجهل و
 الضلالة سيد ارباب الطريقة سند
 اصحاب الحقيقة زبدة الفقهاء و
 المفسرين قدوة المتكلمين و المحدثين
 الشيخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج
 مولانا خليل احمد لانالت فيضانة
 على المسلمين و المسترشدين الى ابد
 حقيقي بان يعتمد عليها كلها و يدين
 بها جلها و هو معتقدنا و معتقد مشائخنا
 وانا عبد الاارذل محمد بن افضل المدعو

حمد و صلوة و سلام کے بعد، یہ جوابات جن کو علم و
 ہدایت کے چھٹوں کو اونچا کرنے والے اور جن کو گمراہی
 کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے
 سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصہ
 فقہاء و مفسرین، مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ
 اجل اور واحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب
 نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں
 اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی
 اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور
 ان سب کو مذہب قرار دیا جائے، اور یہی
 عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں
 ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی رسول عفی عنہ

تحریر لطیف عالم تحریر فیاض بے نظیر حجاب مولانا المومنی عبدالصمد صاحب اللہ تبارہ

الحمد لله الذي علم ادم الاسماء
كلها واعطى صواعق النعوت الصفاة
كلها وانافض علينا النعم الشوامخ
قبل الاستحقاق وهذا انا الصراط
السوي مع تفرق السبل والشقاق
ونصلي ونسلم على محمد عبده و
رسوله الذي ارسل والحق خالمة
اعوانه خاوية اركانه والباطل عالية
نيرانه عالية اشمانه داعيا الى الله
من كان كفرا واما بالمعروف ونهي
عن غيره وزجر - وعلى اله البررة
الكرام واصحاب الكلمة العظام -
الشافعين المشفعين في المحشر اما
بعد فالاجوبة التي حررها سبيع
رياض الطريقة وبركة هذه الخليفة
معي معالم الطريق بعدد روسها و
مجدد مراسم المعارف غب افول
اقمارها وشموسها الذي تفجرت
ينابيع الحكم على لسانه - وفاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام
نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق
سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف متفرق
راستوں میں اور ہم درود و سلام بھیجتے ہیں۔
اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے
وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار نشست
اور ارکان مضحکہ منگول ہو چکے تھے اور باطل کے
شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے
بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو
اور پہلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا
بڑے کام سے اور روکا، اور آپ کی اولاد نیکو کار
و محکوم اور صحابہ کا طین با عظمت پر، جو مشرکین
سفاکش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (اما بعد)
جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو
باغمانے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک
ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان
کے مرٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی
تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب
غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے

عیون المعارف من خلل جنابہ۔
 وانبث اشعة انوارہ فی القلوب۔
 وبعث سرا یا اسرارہ الی کل طالب
 و مطلوب و سطعت شمس معارفہ
 و زکت اعراس عوارفہ۔ لازال الزہد
 شعارہ۔ والورع وقارہ۔ والذکر انیسہ
 والفکر جلیسہ مولانا العلام و استاذنا
 الفہام الشیخ الازہد والہمام الامجد
 الحافظ الحاج بخلیل احمد صدر
 المدرسین فی مدرسۃ مظاہر العلم
 الواقعۃ فی السہارنפור حریریۃ بان
 یعتقد ما اهل الحق والیقین و حقہ
 بان سلمہا العلماء الراسخون فی
 الدین المتین و ہذہ عقائدنا و
 عقائد مشائخنا و نحن نرجو من اللہ
 ان یحییانا و یمیتنا علیہا و یدخلنا
 فی دار السلام مع اساتذتنا الکرام و
 مو نعم المولی و نعم المعین و آخر
 دعوتنا ان الحمد للہ رب العلمین
 والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ
 و فخر رسلہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔

چشتی ان کے وسط قلب سے اور پھیل رہی
 ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
 پہنچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
 طالب و مطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
 کی معرفتوں کے آفتاب اور آگے ہوئے ہیں ان
 کی معرفتوں کے درخت سدا رہتے رہد ان کا طریقہ
 اور تقویٰ ان کا لباس اور یا حق ان کی مونس اور
 فکر حق ان کا ہم نشین مولانا العلام اور ہمارے استاذ
 فہم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
 یعنی مولانا بخلیل احمد مدرس اول مدرسہ
 مظاہر العلوم سہارنپور (یہ سارے جوابات
 اس لائق ہیں) کہ اہل حق ان کو عقیدہ بناویں اور
 مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
 کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
 عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انھیں
 جلاویں اور ہمارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت
 میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور یہی بہتر
 کار ساز اور بہتر مددگار ہے، اور آخری دُعا
 ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العلمین کو
 اور درود و سلام بہترین مخلوق و فخر پیغمبران پر
 اور ان کے اولاد و اصحاب پر۔

الراقم الاثم محمد عبد الصمد عفا
 عنه الاحد البجنوری المدرس في
 المدرسة العالية الديوبندية اقامها
 الله وادامها الى يوم القيمة -

راقم اثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد
 مدرس مدرسته عاليه ديوبند، خدا اس کو
 تاقیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف لک شرم فلک شریعیہ لیبیضا و بدایا لطریقہ الغر حضرت مولانا الحاج محمد عارف انیسوی بالہندو
 شرم فلک شریعیہ لیبیضا و بدایا لطریقہ الغر حضرت مولانا الحاج محمد عارف انیسوی بالہندو صاحب سفارۃ اللہ

لله در العجيب المحقق المصيب
 صدقت بما فيه بلا شك مريب -

اللہ در العجیب المحقق المصیب
 صدقت بما فیہ بلا شک مریب۔

الاحقر محمد اسحق انیسوی ثم
 الدهلوی -

احقر محمد اسحق انیسوی ثم الدهلوی

تحریر طیف سہم الدین عیترۃ اہل المتین مولانا الحاج ابو یاض الدین صبا طال التقا
 سہم الدین عیترۃ اہل المتین مولانا الحاج ابو یاض الدین صبا طال التقا

اصاب من اجاب
 محمد رياض الدين عفى عنه مدرسه
 مدرسه عاليه ميرٹھ -

اصاب من اجاب
 محمد رياض الدين عفى عنه مدرسه
 مدرسه عاليه ميرٹھ۔

تحریر طیف ربیع الاضلال اسلام مقمدا انام جناب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب فیضہم
 ربیع الاضلال اسلام مقمدا انام جناب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب فیضہم

رأيت الاجوبة كلها فوجدتها
 حقة صريحة لا يجوم حول سواد قاتها
 شك ولا ريب - وهو معتقدى
 ومعتقد مشائخي رحمهم الله تعالى

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو ایسا حق
 صریح پایا کہ اس کے ارد گرد بھی شک و ریب نہیں
 گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے
 مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعيف الراجي رحمة مولاي
المدعو بكفايت الله الشاهجهانفوري
الحنفى المدرس فى المدرسة الامينية
الدهلوية -

میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت
خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی
مدرس مدرسہ امینیہ
دہلی

تحریر شریف جامع علوم تعلیم و فنون العقلیہ جناب مولانا ابوالموی ضیا الحق صاحب فضلہ اعظم
اصاب من اجاب
العبد ضیاء الحق عفی عنہ المدرس فی
المدرسة الامينية الدهلوية -
بموجب نے درست بیان کیا
بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ
دہلی

تحریر شریف جامع علوم تعلیم و فنون العقلیہ جناب مولانا ابوالموی محمد قاسم صاحب فضلہ اعظم
اجواب صحیح
العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس
فی المدرسة الامينية الدهلوية -
جواب صحیح ہے
بندہ محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ ، دہلی

تحریر شریف ذو الفضل الفضائل عذرة الاقران والامثال جناب الحاج ابوالموی شمس العابد صاحب کثر الشان
الحمد لله الذي هداانا للاسلام ما كنا
لننتدى لولا ان هداانا الله ، و
الصلوة والسلام على خير البرية
سيد محمد وآله الى يوم نلقاه و
بعد فاني تشرفت عطا العزة العاقلة
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم
کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پاسکتے
اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام
بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر قیامت
کے روز ہمارے لئے عطا فرمائے کہ ملاحظہ سے

الشریفة التي غمها الامام الیھمام
 الابل الاكمل الالوح سیدنا و
 مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل
 احمد ادامہ اللہ لاساس الشریک فی
 الاسلام قاطعاً وقامعاً ولا بقیة
 البدع فی الدین هادماً وقالعاً فی
 اجوبة الالئلة هو الصدق والصفو
 والحق عندی بلا ارتیاب هذا هو
 معتقدی ومعتقد مشائخی نقربه
 لساناً ونعتقدہ جناناً فللہ درالمحب
 الاریب البحر المقمام والجر الفھام
 ثم للہ درہ قد اصاب فیما اجاب
 واجاد فیما افاد متعناً اللہ بطول
 حیاته وبقائه وجزاه اللہ عنی و
 عن سائر اهل الحق خیر اجزاء عانہ
 فی ابطال وساوس المقتوی فی افتراءہ
 وانا العبد الضعیف محمد بن المدعو
 بماسق الھی المیرٹھی عفا اللہ عنہ

مشرف ہوا جس کو پیشوا سردار مظلم کامل مکتا
 ہمارے سردار اور مولیٰ محافظ سماجی مولوی
 غلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا
 قلع اور قلع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی
 بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا
 رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور
 صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں
 یہی سیرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ
 ہے ہم زبان اس کے مقرر اور بدل اس کے
 معتقد ہیں۔ پس اللہ کے لیے ہے خوبی معجب
 عامل درتے راج اور عامل فہم کی۔ پھر اللہ کیلئے
 ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور
 عہدہ نفع پہنچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات وبقا کے
 طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جنائے
 میری اور تمام اہل حق کی طرف سے۔ بہتر جزا اہل باطل
 کہ بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی
 محنت کے صلہ میں۔ میں ہوں بندہ ضعیف
 محمد عاشق الھی عینی عنہ میرٹھی

تحریر لطیف مجدد الطغر و علمہ خروم البابر الشاہد الزہر جناب مولوی سید احمد رضا دم فضیہ
 ان فی ذلک لندک لیسر کات اللہ

تحریر شریف و منطقتہ و لفضائل مطرغ نظر السادة و الافعال جہا مویا الموحی میسے ضایہ بروح
بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات
بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں
کوئی اس کا ہم مثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں
اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے
کے دخل سے درود و سلام ان میں بہترین وقت
پر جن کو دعائیں وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ یعنی
پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحا اور
کامل جن کے لیے دعائیں و استعجال کے بعد
حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب
پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر
مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات
دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق
اور کلام راست، جس کو ہر قانع و مخالف
قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے
پر ہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور
گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات
سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا
ہے انہوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

الحمد لله الذي تقدست ذاته
الممدية عن ان يسائل احد في
صفاته المختصة و ان كان من
الانبياء و ترفعت قدرته من
تطرف العقول و الأراء و الصلوة
و السلام على افضل من يتوسل
به في الدعاء من المرسلين و
الصديقين و الشهداء و الصالحاء
و أكمل من يدعى من الأحياء بعد
الوصال و اللقاء و على آله و اصحابه
الذين هم أشداء على الكفار و
على المؤمنين من الرحاء اما بعد
فرايت هذه الاجوبة فوجدتها قولا
حقا مطابقا للواقع. و كلاما صادقا
يقبله القانع و المانع. لا ريب فيه
هدى للمتقين الذين يؤمنون على
الحق و يعرضون عن باطل الفضالين
المضلين. كيف لا و قد تمعها من هو

محدد جهات العلوم النقلية و
العقلية - ذروة سنام الصناعات
العالوية و السفلية - منطقة بروج
الكمال و مطرقة لتصريف المبتدئين
من الفرق الاثني عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
ذلك الولاية - بدر سماء الهداية
الذي اصبح رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة - و امست
حياض الجهل و الغواية بصواعق
نقمة غائرة حامل لواء السنة
السنية - قاصع البدعة السيئة الشيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين - محمود الزمان -
اشرف من جميع الاقران - مقتدى
المسلمين - محبب العلمين حضرتنا
و مرشدنا و وسيلتنا و مطاعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوى خليل احمد
لا زالت شمس فيوضاته بارزعة
للمقتبسين من انواره - و دامت
اشعة بركاته ساطعة لسالكى العلم

کی مد بندی کرنے والے اور فنون عالی و سافل
کے رفیع المرتبہ شخص ہیں بروج کمال کے منطقہ
اور رواقض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بنزلہ نگرز
نفاک ولایت کے آفتاب آسمان ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاوں سے
علم و ہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصہ کی بجلیوں سے جہل و گمراہی کے
حوض پایاب بن گئے۔ روشن سنت کے علمبردار
پرعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
طلعت دین کے رشید طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم، محمود زمانہ، مجملہ
اہل عصر میں اشرف، مسلمانوں کے مقتدا،
پسندیدہ عالم ہمارے حضرت و مرشد
اور وسیلہ و مطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں۔ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں۔ آمین

خطواته و آثاره، أمين يارب العلمين
وانا عبدة الحقير محمد بن المدعو بيحيى
السهرامى المدرس فى مدرسة مظاهر
علوم سهارنپور

میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد بیحی سہرامی
مدرس مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور

تحریر فیض دانش العلوم العربیہ و ما الفنون و اللغات العربیہ و اللغات اللاتینیہ و اللغات الیونانیہ و اللغات الہندیہ
اللغات اللاتینیہ و اللغات الیونانیہ و اللغات الہندیہ و اللغات العربیہ و ما الفنون و اللغات العربیہ

الحمد لله الذى لا حياة الا فى رضاه
ولا نعیم الا فى قربہ و لا صلاح للقلب
ولا فلاح الا فى الاخلاص له و توحید
حبه و الصلوة و السلام على سيدنا
و مولانا محمد عبده و رسوله الذى
ارسله على حين فتره من الرسل فهدى
به الى اقوم الطرق و اوضح السبل و
على اله و صحبه العظام الذين هم قادة
الابرار و قدوة الكرام. و بعد فهذه
نسيقة انيقة. و وجيزة وثيقة الفها
عمدة العلماء جهيد الفضلاء الجامع
بين الشريعة و الطريقة. الواقف بأسرار
المعرفة و الحقيقة الذى درس من
المعارف و العلوم ما اندرس و احب
مرايم الملة الخفيفة الرشيدة الضياء

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ حیات اس کی
رضنا اور آسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور
قلب کی صلاح و بہبودی اس کے اخلاص اور کثایت
محبت پر موقوف ہے۔ اور درود و سلام
سیدنا مولانا محمد پر جو اس کے بندہ اور رسول
ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر
بس ان کے ذریعے سے سب سے نجات اور
واضح طریق دکھلایا۔ اور ان کی اولاد با عظمت رہا
پر جو سرداران، نیکو کاران و مقتدیان بزرگان میں ہے
تحریر و کثیرہ آید فہمہ و شیعہ جس کو ہالفت کیا عمدة
العلماء سردار و فضلاء جماع شریعت و طریقت
واقف رموز معرفت و حقیقت نے کہ تعلیم ہی
معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے
تھے اور جہاں چمکتی ملت حنیفہ رشیدیہ کے
مراجم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے پناہ اول

بعد ما سجدت ان تنظس۔ کہت
 الکملء خاتم الاولیاء الحدیث المتکلم
 الفقیہ النبیه سیدی و مولائی الحافظ
 الحاج المولیٰ خلیل احمد لا زالت
 شمس افاضتہ بازعة و بدور افادته
 طالعة فله درة ثم لله درة حيث
 نطق بالصواب في كل ماب و ذلك
 فضل الله يؤتیه من يشاء و الله
 ذو الفضل العظم و هو هدی من
 يشاء الی صراط مستقیم و لا حول و
 لا قوة الا بالله العلی العظیم العبد
 لہ آء محمد بن المدعو بکفایت الله
 جعل الله اخرته خیرا من اولاه
 الذکوة ہی مسکن مدرس مدرسه
 مظاہر العلوم الواقعة فی سہارنפור۔

کمال، نذر اولیاء، محدث متکلم فقیہ عاقل
 سیدی و مولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد
 صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب
 چمکتے اور ان کے افادہ کے ماہر تاب نکلتے
 رہیں۔ سو اللہ کے لیے ہے ان کی خوبی پس
 اللہ کے لیے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب
 کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے
 دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وہی
 ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ سید
 راستگی، اور نہ پھر اسے نہ طاقت مگر اللہ
 بوتر با عظمت کے ہاتھ۔
 زندہ اداہ محمد کفایت اللہ، اللہ اس کی
 آخرت دنیا سے بہتر بنائے
 گت گوئی جو شیت سکونت مدرس مدرسہ
 مظاہر علوم سہارنپور۔

هذه

خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

زادها الله تعالى شرفاً وفضلاً

یہ مکملہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید باصیل کی تصدیق نیت و تحریر ہے

ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے :-

صورة ما كتبه حضرة الشيخ الاجل والفاضل الاجل امام العلماء
ومقدم الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام
عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا
الشيخ محمد سعيد باصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة
والامام والخطيب بالمسجد الحرام لا زال محفوظاً بنعم الملك العلم

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تاسہ پیشائے علماء و مقدمات فی فضلاء شایخ کرام
کے سردار اور با عظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب
حضرت مولانا شیخ محمد سعید باصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام خطیب مسجد حرام
ہمیشہ شاہنشاہِ علم کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد (حمد و صلوة کے واضح ہو) میں نے بڑے

اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة

زبردست و نہایت سجدار عالم کے یہ جوابات

للعلامة الفهامة المسطورة على الاسئلة

جو سوال تھے ان کے متعلق انہوں نے لکھے

المذكورة في هذه الرسالة فأتوا في

غاية الصواب شكر الله تعالى المحيىب
اخى وعزىزى الاوحد الشيخ خليل
احمد ادام الله سعده واجلاله فى
الدارين وكسره رؤوس الضالين
والحاسدين الى يوم الدين بجاها
المرسلين -

امين رقه بقلمه المرتضى من ربه
كمال النيل محمد سعيد بن محمد باصيل
مفتى الشافعية ورئيس العلماء بمكة
المكرمة غفر الله له ولعقبه وجميع
المسلمين

طبع الخاتم

قمر

ہیں غور کے ساتھ دیکھے ہیں ان کو نہایت
درجہ درست پایا اسے تعالیٰ جواب لکھنے والے
میرے بھائی اور عزیز بیکت شیخ خلیل احمد
کی ستر پر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح و جدت
کو دارین میں اتم رکھے اور ان کے ذریعہ سے کراہوں
اور ماسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ مستند
الاسلمین توڑتا ہے آمین! لکھا ہے اپنے قلم سے
امیدوار کمال نیل محمد سعید خلیفہ محمد باصيل مفتی
شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کو اور
ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

مہورۃ ما کتبہ حضرت الامام الجلیل والفاضل النبیل منبع
العلوم ومخزن الفہوم محی السنۃ الغراء ماحی البدعۃ الظلماء
مولانا الشیخ احمد رشید الحنفی لازال منغمسا فی بحار
لطفہ الجلی والحنفی -

تقریباً مسطورہ مقتدی صاحب جلالت وناجیل با عظمت شہدہ علوم و خزانہ فہوم
روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے مولانا شیخ
احمد رشید حنفی، حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں مدافع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله عالم الغیب والشہادۃ
تو اللہ ہی ہے جو سب کو جانتا ہے اور لکھتا ہے

الكبير المتعال والصلاة والسلام
 على سيدنا ونبينا وحبينا ومرشدنا
 وهادينا ومولانا واولنا محمد و
 صحبه و الال - وبعد فقد تبعت
 هذه الاحوية المنيفة الشرعية و
 المسائل اللطيفة المرعية للعالم
 المفضل انسان عين الافاضل عين
 الانسان الكامل صفوة الاماثل بقية
 الازائل قاع الشرك ماحي البدع
 مبيل اهل الزيغ والضلال سيف
 الله على رقاب الماردة المبتدعة
 الضلال المحذرت الوحيد والفقير
 الفريد سيدى ومولائى وملاذى حضرت
 المحافظ الحاج الشيخ خليل احمد لا
 زال ولم يزل مؤيدا امن مولانا ذى
 الجلال فله در من فاضل اديب و
 عارف اريب ومتكلم لبيب حيث
 تصدى لحماية الشرع الشريف وفاية
 الدين الحنيف وصيانة المذهب
 المنيف فاعلى منار الحق ورفع معالم
 الهدى وقوى بنيان تسمي اسما

جاننے والا پڑھائی اور علو والا ہے اور ورود و سلام
 ہمارے سرور نبی اور محبوب و مرشد اور
 ہادی و مولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
 صحابہ و اولاد پر میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
 کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
 شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب
 فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی تپلی اور صاحب
 کمال انسان کی آنکھوں بمصروں میں منتخب و سلف
 کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیرنے والے بدعتوں کے
 مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
 اور بدین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
 توار بنے ہوئے ہیں۔ محدث و کاتب اور فقیر کیا
 یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی
 شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
 ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
 ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادریب اور
 صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام و اناناکہ کہ
 شرع شریف کی حمایت اور دین مہبین کی
 حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے طیار
 ہوئے اور حق کا منار اونچا کر دیا ہدایت کے
 نشان اور کبریا کے نیا و مضبوط کی۔ اسکے ستون

وضع برهانہ فما احسن بیا نہ وما
 اطلق لسانہ وما افصح بقیانہ فلعمری
 لقد کشف الغطاء وازال العماء و
 اجمم العداء والبہم ثوب الہوان
 والروی وانار للمسترشدين سبل
 الہدی میز الخبیث من الطیب و
 بین الحق والہو اب ووافق السنۃ
 والکتب واطهر العجب العجاب ان
 فی ذلک لذکری لاولی الالباب ازال
 رب المرتابین وفضح تلبیس الملبسین
 وفرق جمع المحرفین وشتت شمل
 المغسدین وبدو حزب الملحدین و
 فت اکباد المبتدعین وکسر جند
 الضالین وھزم افواج المضلین واهلک
 اعداء الدین وخذل المغیرین المبلدین
 واخزی اخوان الشیاطین وابطل
 عمل المشرکین فقطع دابر القوم الذین
 ظلموا و الحمد لله رب العالمین۔
 وکیف لا الا ان حزب الله هم الغالبون
 فله درہ ثم لله درہ اجاب فاباد
 واما بجزاہ اللہ عن الاسلام

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی کہ تمہاری
 بیان اور کتنی صاف زبان اور کسی فصیح تقریر ہے
 کہ واقعی پر وہ اٹھا دیا اور اندھا پن دور کر دیا
 دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
 ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبان ہدایت
 کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گنہگار
 پاک سے جدا اور درست و صحیح کو ظاہر کر دیا،
 اور حدیث و قرآن کی مراقت کی اور عجیب
 مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہل عقل
 کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہل شک کا شک
 زائل کر دیا اور غلط طوطیوں کو والوں کی گڑبگڑوں
 دی بھرتی کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ
 پروازوں کا اجتماع متفرق اور مصلحتوں کی جماعتوں کو
 تباہ کر دیا۔ بدعتوں کے کلیجے بھاڑ دیے اور گمراہوں
 کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ
 کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو ہلاک اور غیر و تبدیل
 کرنے والوں کو خوار کیا شیطان کے بھائیوں کو
 ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے پس
 ہتھیاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ اللہ رب العظیم کا شکر
 ہے اور کہیں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
 رہے۔ پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل اجزاء امين بجاه
سيد المرسلين والحمد لله اولوا وَاخِرَا
وباطنا وظاهرا و صلى الله على قرّة
اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء
واله وصحبه ومن تبعهم واهتدى
بهديمهم وسلك سبيلهم واتبع
طريقهم وسار على منهجهم الى
يوم الدين امين امين امين
امين لا ارضى بواحدة حتى اضيف
اليه الف امينا.

قال بضمه وكتبه بقلمه الفقير الى
ربه التواب راجي رحمة الله الوهاب
عبده وعبادة احمد رشيد خان
نواب المكي عفى الله عنه وعن والده
وتجاوز عن سيئاتهم بجاه النبي
الارباب شافع المذنبين يوم الحساب
حررة يوم الخميس التاسع عشر من
شهر ذي الحجة الحرام الذي هو من
شهور السنة الثامنة والعشرين
بعد الثمائة والالف من هجرة من

کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا۔ اللہ ان کو سلام
اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر
قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور
روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حتی تعالیٰ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام نبیوں
کی مُہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر
جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں
اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں
اور ان کے راستے کو سسک بناویں۔ آمین آمین
آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہوگا
یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے
قواب پروردگار کے محتاج اور بخش بے خدا کی
رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خان نواب
مکی نے اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطاؤں
سے درگزر کرے اور معاف فرماوے بجاہ
شفیع گناہ گاراں بہریم قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی

طبع الخاتم

له العز والشرف عليه افضل الصلاة واكل السلام واتم الحجة آمين!

صورۃ ما کتبہ حضرة امام الاتقياء السالکين و عقدا
 النفساء العارفين جنيد زمانه و او انه شبلى دهره و زمانه
 محمد و اولادهم منبع الفيوض للخواص و العوام جناب الشيخ
 محب الدين المهاجر المكي الحنفى لا زال بمرجوده زاخراً
 و بدر فيضه لامعاً

تقدیر مسطورہ پیشوائے اقیار سالکین و مقدسے فضلای عارفین جنید زمانہ شبلی وقت
 ممدوم الامام حنیف فیض برائے خواص و عوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی
 حنفی ان کے سخا کا سمندر موزن اور فیضان کا ماہتاب روشن ہے۔

تمام جوابات صحیح ہیں۔

الجوبۃ صحیحۃ

حرره خادم الولی کامل حضرت الشیخ
 امداد اللہ علیہ رحمۃ اللہ محب الدین
 لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب
 تین سو کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ
 نے
 مہاجر مکہ معظمہ۔

صورۃ ما کتبہ رئیس الاتقياء الصالحين و امام الاولياء و
 العارفين مرکز دائرة الفنون العربية و قطب سماء العلوم العقلية
 جناب الشيخ محمد صديق الافغانى المكي۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکو کار پرہیزگاروں کے سرور اولیاء اور عارفین کے پیشوا
 دائرۃ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ

محمد صدیق افغانی نے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ الذی لا یغفر الذنوب الا للذین یحسبوا
 http://mujaheed.org

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
 پناہ بخیر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
 رب تم کو خراب بنانا ہے اگر چاہے تم پر رحم
 فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اسے
 تم سے تم سے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
 فرمایا کہ جس نے کفر کیا، اللہ اور اس کے فرشتوں
 اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
 بیٹکتے ہو اور وہ جو کی گراہی میں پڑا اور درود و سلام
 اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ
 کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابو ذر نے یہ سن کر عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاں اگرچہ
 زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابو ذر کو ناگوار ہو
 تو ہوا کہ سے اللہ ہی کو علم ہے غائب حاضر کا
 کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے
 بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
 والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتے خواہ
 جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا، حتی تعالیٰ نے
 اور تمہیں نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
 تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
 کہ رسولناشیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

ويعفوها دون ذلك لمن يشاء كما
 قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء
 يرحمكم او ان يشاء يعذبكم وما
 ارسلناك عليهم وكيلا والذي قال و
 من كفر بالله وملكته وكتبه ورساله
 واليوم الآخر فقد ضل ضللا بعيدا
 والصلوة والسلام على من قال من
 قال لا اله الا الله دخل الجنة قال
 ابو ذر يا رسول الله وان زني وان
 سرق قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وان زني وان سرق على رغم
 انفت ابى ذر لله علم الغيب والشهادة
 لانه من تلقاء ذاته تعالى فالله متكلم
 من تلقاء نفسه واما رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فهو خير لما اوحى اليه
 جليا كان او خفيا كما قال الله تعالى
 وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
 يوحى الذى كتب مولانا الشيخ خليل
 احمد في هذه الرسالة فهو حق صحيح
 لا ريب فيه وما ذا بعد حق الا
 الضلال وهو معتقدنا ومعتقد

مشائخنا رضوان الله تعالى عليهم
اجمعين -
وانا العبد الضعيف محمد صديق
الافغانى المهاجر -

لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور
حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ
ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا -
میں ہوں بندہ ضعیف محمد صديق افغانى مهاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً
کے سرور اور ان کے امام ہیں لہذا ان کی تصدیق و تقریر کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریر
کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلا جہد و جہد حاصل
ہوئیں وہ ثبت کر دی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی
مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں پیش ہوئیں انھیں پرکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی
مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے
بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریر کو بحجۃ تقریرت کلمات لے لیا اور پھر
واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے :-

تقریر مولانا العلامة الامام المہام الفقیر الزاہد الفاضل
الماجد حضرت مولانا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادام اللہ تعالیٰ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي وفق من شاء من
عبادة السادة الاتقياء لاقامة منار
الدين يجمع كل منابذ لشريعة سيده
المرسلين صلى الله عليه وسلم وعلى
آله وصحبه وكل منة الله. أما بعد
بسم تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے مفتی بندوں
میں جس کو چاہا دین کا منار قائم رکھنے کی توفیق
بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت
کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر
اور کچھ اور جھلیں سے اہل حق پر تقریر ہوئی ہے

سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو لکھا ہوا حق
 پایا اور کریں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو
 مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات
 تمکین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی
 خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا
 چڑھتے اور صاحب نصیب رہیں۔ آمین
 آمین اللہم آمین۔

حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد بن حسین
 مفتی مالکی نے۔

طبع الخاتم

قد اطلعت بهذا التحرير وعلى جميع
 ما وقع على هذه الاسئلة الستة و
 العشرين من التقرير فوجدته هو الحق
 المبين وكيف لا وهو تقرير عصف
 الدين عصام الموحدين الا ان
 محمود تفسيره كشاف لآيات التمكين
 فضلة الحاج خليل احمد لزال على
 معراج الهداية يصعد فليصعد آمين
 اللهم آمين!

امربرقه مفتي المالكي تحالا
 بمكة المكرمة محمد عابد بن حسين

تقریظ الشیخ الاجل والحدیث الاكمل حضرت مولانا محمد علی
 بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب مدوح
 انار الله برهانه۔

تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اس کی نعمتوں پر
 اور درود و سلام سرور انبیاء سیدنا محمد اور ان
 کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔

اما بعد کتاب ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین
 مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علماء محقق بیگانہ
 سرور ہوا حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

الحمد لله على الأئمة والصلوة
 والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد
 وعلى آله الكرام واصحابه السادة القادة
 الاعلام. اما بعد فيقول العبد الحقير
 المالكي محمد علي بن حسين احمد
 الامام والمدرس بالمسجد المكي اني

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے، تمام
 محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل
 نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے
 پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور
 ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسنِ شہادت کی توفیق
 بخشے۔ آمین اللہم آمین !
 لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و
 امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

وجدت ما حرره العالم العلامة
 المحقق الاوحد فضلة الحاج الحافظ
 الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة
 الستة والعشرين هو الحق الذي لا ياتي
 الباطل من بين يديه ولا من خلفه
 عند جميع المحققين فجزاه الله تعالى
 خيرا الجزاء ووفقنا واياہ دائما للصلاح
 والاعمال الحميدة وحسن الشناء
 آمین اللہم آمین !

کتبہ الامام المدرس بالسجد
 المکی محمد علی ابن حسین المالکی

خلاصہ تصادقِ علماءِ سنیہ منورہ زادہ اللہ شرفاً و العظیماً

سب سے اول امام فقہار زمانہ دسویں صدی میں وقت، مرکز علوم عقلیہ، منبع معارف نقلیہ، قلب فلک تحقیق و تدقیق، شمس سما اللامات و التصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانہ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا لخص تین مقام سے لکھتے ہیں :-

مولانا مددوح نے شروع رسالہ میں یوں

وقد كتب الفاضل العالم

تحریر فرمایا ہے :

فی اول رسالته المسئلة بتتقیف الکلام

ما نضبه :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریف زینا ہے اللہ کو جس کے

الحمد لله الذی له الکمال المطلق

لیے اس کی ذات و صفات میں کمال مطلق بہت

فی ذاته و صفاته المنزهة عن الحدود

ہے منزہ ہے حدود اور اس کی علامات سب

وسمائه الحکیم فی افعاله الصادق

حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں

فی اقواله - عز شفاءه تعالیٰ جده و

مغز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی شان

وجب علينا شکره و حمده و الصلوة

واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود

والسلام علی سیدنا و مولانا محمد

سلام ہے سرور و مولانا محمد پر جن کو بھیجا اللہ نے

الذی بعثه الله رحمة للعالمین و

دنیا جہان کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود

جعل وجوده نعمة عامة للاولین و

بنایا تمام اگلے پھلوں کے لیے نعمت اور ختم کیا

الآخرین و ختم بنبوته و رسالته نبوة

ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت

الانبیاء و رسالته المرسلین و علی

اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام ان کی اولاد

الله و اصحابه و کل من تحسب مہدده

الی یوم الدین اما بعد فقد قدم علينا
 بالمدينة المنورة والرحاب النبوة
 المطهرة جناب العلامة الفاضل و
 المحقق الكامل احد العلماء
 المشهورين بالهند الشيخ خليل احمد
 حين تشرف بزيارة خير الانام سيد
 الانام والمرسلين العظام سيدنا وولانا
 محمد عليه افضل الصلوة والسلام
 وقدم اليه رسالة مشتملة على اجوبة
 اسئلة وارادة اليه من بعض العلماء
 لكشف عن حقيقة مذهبه ومذهب
 معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
 مني ان انظر في تلك الاجوبة بعين
 الانصاف ومجانبة الانحراف عن
 الحق وترك الاعتساف فجمعت ما
 في هذه الورقات مما اراه اليه
 نظري من التحقيقات مقتبساً لها
 من مشكوة ائمة الدين المتقدمين
 في التمسك بجبل الله المتين اجابة
 لمطلوبه وتلبية لمغلوبه وسميته كمال
 التثقيف والتقويم لعرج الافهام

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقے
 پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے
 پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ منورہ
 میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
 مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
 صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین سیدنا و
 مولانا محمد علیہ افضل الصلوة و التسلیم کی
 زیارت سے مشرف ہونے کے وقت اور ایک
 رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
 جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
 ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
 حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
 جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
 شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
 میں ان جوابات میں نظر کر دوں چشم انصاف سے
 اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
 چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
 اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
 تک میری نظر پہنچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جن
 کو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
 کیا ہے جن کا اقتدا گناہا ہے، اللہ کی مضبوط

يجب لكلام الله القديم وسبب
تسميته له بهذا الاسم ان الكلام
على الاحوية التي اجابها عن تلك
الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا
باحكام شتى من الفروع والاصول
اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق في
كلام الله تعالى النفسى واللفظى و
لهذه الاهمية قدمت العلامة على
هذا المبحث على الكلام على غيره
من تلك الاجوبة بالله المستعان و
منه التوفيق وعليه التكلان

وقال في وسط رسالته الشرفية
في اخرا المبحث الاول مانصبه
وبعد اطلاءك على هذا البيان الشافى
وادراك له بالفهم السليم الكافى
تعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ
خليل احمد فى جواب الثالث و
العشرين والرابع والعشرين الخاص
والعشرين كلام معروف فى كثير من

رسى کے مضبوط تھا منے میں اور میں نے اس کا ہم
کمال التحقیق و التعمیر لعرج الانہام عمایب
کلام اللہ القديم رکھا اور اس رسالہ کے یہاں لکھنے
کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دیے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع و اصول کے
مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ
اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی و لفظی
میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور
اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو کو
دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی
جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ اس کے بعد کلام
لفظی و نفسی کی تحقیق اور اس میں صدق و کذب
کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید و احتمالات نقل و
ادراپنے رسالہ شریف کے وسط میں
پہلی بحث کے آخریوں تحریر فرماتے ہیں :-
اور جب اسے مخاطب تو اس شافی بیان
پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو
سمجھ لیا تو معلوم کر لے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ
خلیل احمد نے تیس و چوبیس و پچیسین سوال
کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہت سے
معتبر اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں

الکتب المستبصرة المتداولة لعلماء الکلام
 المتأخرين كالمواقف والمعاصد و
 شروح التجرید و المسایرة و غیرها و
 محصل تلك الاجوبة التي ذكرها
 الشيخ خليل احمد موافقة علماء
 الكلام المذكورين في مقدورية مخالفة
 الوعد و الوعيد و الخبر الصادق لله
 تعالى في الكلام اللفظي المستزمنة
 للامكان الذاتي في ذلك عندهم مع
 الجزم و القطع بعدم وقوعها و هذا
 القدر لا يوجب كفرا و لاعنادا و
 لا بدعة في الدين و لافساد ايكف
 قد علمت موافقة كلام العلماء الذين
 ذكرناهم عليه كما رأيت في كلام
 المواقف و شرحه الذي نقلناه قريبا
 فالشيخ خليل احمد لم يخرج عن
 دائرة كلامهم لكن اقول مع هذا
 نصيحة له و لساير علماء الهند انه
 ينبغي لهم عدم الخوض في هذه
 المسائل الغامضة و اخكامها
 الدقيقة التي لا يفهمها الا الواحد

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسائرہ وغیر
 کے شرحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن
 کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماء
 کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
 میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور صحیح خبر کا
 خلاف کرنا حتیٰ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
 جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
 مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
 کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
 آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
 اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا ہے
 کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن کا ذکر
 ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اس کی
 شرح وغیرہ کی عبارتیں جن کو ہم نے ابھی نقل
 کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد ان
 حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
 باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
 ہند سے بطور نصیحت کتابوں کہ سب علماء
 کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
 دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
 کما حقہ گمراہ ہیں علماء میں سے بھی بھیند

بعد الواحد من فحول العلماء المحققين
 فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام المسلمين
 لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة
 الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزقة
 لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب
 اليه تعالى بالذات لا بالوقوع وانشاعوا
 ذلك بين عامة الناس تبادلرت اذهانهم
 الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام
 الله تعالى فحينئذ يكون شان اولئك
 العامة مترددا بين الامر بين الاول
 يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي
 فهموه فيقعوا في الكفر والاحاد الثاني
 ان لا يتلقوه بالقبول ويتكروه غاية
 الانكار ويسنعوا على قائله غاية التشيع
 وينسبوه الى الكفر والاحاد وكلا
 الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل
 ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه
 المسائل الا عند الاضطرار الشديد
 مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقى
 السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله
 بهد اياته وارشاده الى التمسك

ایک دو انحصار الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی
 نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
 کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
 کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
 آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
 کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
 پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فریاد
 اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
 کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
 کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا توجس طرح
 ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے
 پس کفر والحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
 قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کرینگے اور
 اس کے قائل پر طعن و تشنیع کرینگے اور ان کو کفر الحاد
 کی طرف نسبت کرینگے اور یہ دونوں باتیں دین
 میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
 ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
 سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو عبوری ہے
 کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر کہ طلب سمجھاویں جو
 صاحب دل ہو کہ توجس کان لگا کر سنے اور ہم کو
 توجس توجس عطا فرمائے ہے اپنے ارشاد اور

برایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو اپنے والائے تمام جہان کا۔

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفیہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے:

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جس کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرنے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے کہ جو مولف بنا وہ نشانہ بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

التي فيها التخلص من الوقوع في هذه الخطر العظيم بالوجه الصحيح المستقيم والحمد لله رب العالمين

وقال في اختتام رسالته الشريفة ما نصه -

و اذا وصل بنا الكلام الى هذا المقام فنقول قولاً عاماً شاملاً لجميع هذه الرسالة المشتملة على ستة و عشرين جواباً التي قدمها اليها العلامة الفاضل الشيخ خليل احمد للنظر فيها و ناقلاً ما فيها من الاحكام انالمنجد فيها قولاً يوجب الكفر و الابتداع و لا ما ينتقد عليه انتقاداً ما الا هذه المواضع الثلاثة التي ذكرناها و ليس فيها ما يوجب الكفر و الابتداع ايضاً كما علمت ذلك من كذا منا فيها و من المعلوم انه لا يسلم كل عالم الف كتاباً من العثرات في بعض المواضع من كلامه فقد ما قيل من الف فقد استشهد وقال الامام

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامناً
 الورد و مردود علیہ الا صاحب هذا
 القبر الکریم یعنی قبرہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وحسبى اللہ وکفى والحمد
 رب العلمین۔ ثم جمعها وکتابتها فی
 الیوم الثانی من شهر ربیع الاول عام
 الف و ثلاثمائة وتسع وعشرین من
 الهجرة النبویة علی صاحبها افضل
 الصلوة وازکی التحیة۔

فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس
 نے دوسرے پر رونہ کیا ہو یا جس پر رونہ
 ہوا ہو، بجز اس بزرگ قبولے یعنی سیدنا محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و
 وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے
 تمام عالم کا

ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و
 کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو۔

شیخ مدوح کے اس رسالہ پر جوہر تامہ علیہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں
 جس کا مقصد واجبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہب کا نقل کرنا
 ہے اس رسالہ کے اول و آخر و وسط تین مقامات لکھ دیے گئے ہیں۔ مفصلہ ذیل علماء کی مواہب
 ثبت ہیں :-

المدرس مدرسة الشفا المدرس فی الحرم النبوی الخاری الخفی خادم العلم بالمحرم النبوی

راجی فیض الکریم
 خلیل بن ابراہیم

۱۳۲۶
 ملا محمد حاتم

۱۳۲۲
 رموحي عمر

شیخ المالکیہ مجرم خیر البریة خادم العلم بالمسجد الشریف النبوی خادم العلم بالمحرم الشریف النبوی

محمد العزیز
 الوزیر التونسی

عمر بن حمدان
 المحرمی

السید احمد
 الجزائری

محمد السومی
 الخیاری

محمد بن کی
 الخیاری

خادم العلم بالمسجد النبوی

من مشاهير علماء العرب	خادم العلم الشريف في دمشق الشام و خطيب جامع السروجي	خادم العلم والمدرس في باب السلام
احمد بن الياقوت البيضاوي ١٣٦٨	محمد توفيق	موسى كاظم بن محمد
خادم العلم بالمجد الشريف	خادم العلم الشريف في بلدة النبوة ^{عليه السلام}	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
احمد بن محمد خير الحاج العباسي	ابن نعمان محمد منصور ١٣٢٦	معصوم احمد سيد
من علماء العرب	الفقيه اليه عزمانه احتفلوا بالشهيد بالقرية الدمشق	المدرس بالحرم الشريف النبوي
عبدالله القادري محمد بن سودة العريبي وابيه	يسين عفي عنه ١٣٢٦	ملا عبد الرحمن
خادم العلم بالحرم الشريف النبوي	خادم بالحرم الشريف النبوي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
محمود عبد انجواد	احمد بساطي	محمد حسن سندي
خادم العلم بالحرم الشريف النبوي	الفقيه النابلسي الحنفي خادم العلم بالحرم النبوي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
احمد ابن احمد اسعد	عبد الله ١٣٢٨	محمد بن عمر الفلاني

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء
الكرام وسند الاصفياء العظام محي السنة الغراء وعضد
السلة البيضاء رئيس السادة العظام ومقدم الفضلاء
الفخام حيا اب الشيخ احمد بن محمد خير الشنقيطي المالكي
المدني لازالت حيا فضله ناخلة امين

نقل تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علمائے کرام اور
سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شفاف ملت کے بازو
سرداران با عظمت کے مقتدار اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب
شیخ احمد بن محمد خیر شفق علی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر
موجزن رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس ذات کہ جو اس کا مستحق ہے اور درود
سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں
نے صاحب تحقیق اتاذا اور صاحب تدقیق
علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا
بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل
حال ہے اور کیا و گناہ خدا کی عنایت ان پر
دام رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت
کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش
نہ پائی جو ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام
اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور
حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ
کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف
اگر عارضی نام شریح باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل
مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے
عند کابرا العلماء حلال ہے اور اگر مراد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمستحقہ والصلوة و
السلام علی افضل خلقہ اما بعد لما
اطلعت علی رسالۃ الاستاذ المحقق
والحبر المدقق الشیخ خلیل احمد
لازال مشغولاً بتوفیق الملک الصمد
وملحوظاً بعناية الواحد الاحد وجدت
ما فیہا موافقاً للمذہب اهل السنة
كله ولم یبق للتکلم مجالاً الا فی
مسئلة القیام عند ذکر مولود الشریف
والاحوال التي تعرض لذلك والحق
كما اشار الیہ الشیخ بل صرح ببعضہ
ان المولد الشریف ان كان سامناً مما
يعرض له من المنکرات فهو امر
مستحب محمود شرعاً كما هو المعروف
عند کابرا العلماء حلال ہے اور اگر مراد

وقرنا بعد قرن ان لم یسلم من المنکرات کما ذکره الاستاذ انه یقع فی الهند مثلاً واما فی غیر الهند بالنادر وقوعه بل لا نسمع بشئی مما ذکرانه یقع فی الهند واقع فی غیره فیمنع من جهة ما عرض له والحاصل ان العلة تدور مع العلول وجود او عدم ما فیث وجد المنکر لزم ترک الوسيلة الیه وحث عدم استحب اظهار ما هو من شعائر المسلمین و فی مسئلة السؤال الثانی والعشرون ان من اعتقد قدوم روحه الشریف من عالم الارواح الی عالم الشهادة الخ اما قدوم روحه علیه الصلوة والسلام فی بعض الاحیان لبعض الخواص امر غیر مستبعد ومعتقد لهذا القدر لا یعد خطأ لکونه امرا مسکناً فهو صلی الله علیه وسلم حی فی قبره الشریف یتصرف فی الکون باذن الله تعالی کیف شاء لکن لا بمعنی کونه صلی الله علیه وسلم مالکاً للنعف والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ اساذ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے علاوہ دوسری جگہ ساذ نادور ایسا ہوتا ہوگا بلکہ وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سنا تو اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں اس شئی کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا مستحب ہے گا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب سول اللہ صلی علیہ وسلم کی روح مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی خاص وقت میں جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فوج کے تشریف لانے میں تو کچھ استعجاب نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بزرگ غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر تشریف میں زندہ ہیں باذن

فانه لا نافع وارضار الا الله تعالى
قال تعالى قل لا املك لنفسي نفعا
ولا ضرا الا ما شاء الله واما اعتقاد
تجدد الولاية فلا يتصور من ذي عقل
تام واما قول الاستاذ فهو محط تشبه
بفعل المجوس فكان ينبغي للاستاذ
عبارة هو اليق من هذه لكونه حاكما
لهم بالاسلام كان يقول فيه بعض
شبه مثلا والله تعالى اعلم وفي
مسئلة الكلام في الفصل الخامس
والعشرين اقول المسئلة الخلاف
فيها مشهور وينبغي عدم الخوض مع
اهل البيع في مثلها واما الاستاذ
فهو ناقل من كلام اهل السنة لا محالة
وحيث كان ناقلا من كلام اهل السنة
بأني حال كان على هدى قال في
الوسيلة وكل راى لاتباع السلف
ادى من الجمع والمختلف فيه فمن
يراه لا ضرا ولا فيما يراه لا ولا
اضلا ولا وكل ما اجمع اهل السنة
على خلافه فكلوا منه والله اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں
مگر نہ باین معنی کہ حضرت جعلی اللہ علیہ وسلم نفع اور
نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر
پہنچانے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے کہ کہہ دو اے محمد! میں مالک نہیں
اپنے نفس کے لیے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا، مگر
جو کچھ اللہ چاہے اب رہا پیدائش کے از سر نو
ہونے کا عقیدہ، سو کسی کو پست عقل والے سے
اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ اہل اساذ کا یہ فرمانا
کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطاوار اور مجوس کے فعل
سے مشابہت کرنے والا ہے۔ سو اساذ کو زیارت
کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر مرقی جو ان پر
اسلام کا حکم قائم رکھتی مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں
کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم۔ اور پھر یہی سوال ہیں
کلام کے مسئلہ کے متعلق ہیں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں
اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسکوں میں
بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جائے اور
اساذ فقینا اہل سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور
جب کلام اہل سنت کے ناقل ہوتے تو بہر حال ہدایت
پر چلتے اسی وسیلہ میں سطور بہ بہرہ رہتے جو
سلف کے اتباع میں ہو سکے اتفاقاً میں یا اختلافاً

میں تو اس رائے کو کون شخص گراہی کہ سکتا ہے
 نہیں ہرگز نہیں، نہ وہ منکال ہے اور نہ اضلال،
 البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع
 ہو نیزوں کی طرح ہلک ہے اگر انسان اس میں
 خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنا دے۔
 پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان
 دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں
 مذکور ہے کہ جان لے لے مخاطب پسندیدہ طریقہ
 وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی
 ہے جس کو راہبرِ طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے
 پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقہ مذکور کا قانع ہو

لکھا حرمِ نبوی میں علم کے خادم،
 احمد بن محمد خیر الشنقیظی رضی اللہ عنہ نے

مر

يعسل الانسان - فيه وان زينہ
 الشيطان فحيث كان دائرا بين
 الاشاعرة و الماتريدية فهو على
 ملة الحق قال في الواضح المبين و
 اعلم بان الملة المرضية هي التي
 عليها الاشعرية و الماتريدية اذ
 هي التي اتى بها احمد هادي الامة
 ومن يجدها عنها يكن مبتدعا فنعم
 من كان لها متبعا -

کتابہ خادم العلم بالحرم النبوی
 احمد بن محمد خیر الشنقیظی
 رضی اللہ عنہ :-

احمد
 ابن محمد
 الشنقیظی

خلاصۃ التصدیقات لسادة العلماء بمصر الجامع الازهر

صورة ماكتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدم
الفقهاء العارفين بسند العلماء المتقين وسيد الحكماء
المتقين حجة الله على العالمين ظل الله على المؤمنين
نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العالمين
حضرة الشيخ سليم البشري شيخ العلماء بالجامع الازهر
الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه امين!

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور
علماء متقین میں مستند اور حکماء متقین کے سرور، اہل دنیا پر اللہ کی محبت اور مومنین
پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کے حکمتوں کے مخزن،
حضرت شیخ سلیم بشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے
اللہ مسلمانوں کو ان کی بقا طویل فرما کر آمین!

الحمد لله وحده - والصلوة والسلام
على من لا نبي بعده - اما بعد فقد
اطلعت على هذه الرسالة الجليّة
فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة
وهي عقائد اهل السنة والجماعة
سب تعريف الله لكانه کے لیے اور درود و
سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں میں
اس بعظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس
کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں
http://www.mujaahid.org

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت
قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر عجز یا
روافض سے مشابہت دے کر تشبیح مناسب
نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور
کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت
عظمت کی شان کے ارادہ سے ستم سمجھا ہے
اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی
نہیں۔

غیر ان انکار الوقوف عند ذکر
ولادته صلی اللہ علیہ وسلم والتشبیح
على فاعل ذلك بتشبيه بالمجوس
او بالروافض ليس على ما ينبغي لان
كثيرا من الائمة استحسن الوقوف
المذكور بقصد الاحوال والتعظيم
للسبي صلی اللہ علیہ وسلم وذلك امر
لا محذور فيه - والله اعلم
شيخ الجامع الازهر

سليم البشير

کتبہ سلیمان
العبد بالازهر

کتبہ محمد ابراہیم
القائمان بالازهر

سليم البشير شيخ الجامع الازهر

لکھا اس کو محمد ابراہیم قائمانی نے ازہر میں

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں

خلاصۃ التصدیقات لسادة العلماء بدمشق الشام

خلاصۃ تصاویر علمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء والمحدثين ملاذ الادباء والمفسرين جامع الفضائل كابرا عن كابرة مولانا السيد محمد ابوالخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغني بن عمر عابدين الحسيني النقشبندی دمشقی متع الله المسلمين بطول بقائه امين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمة الله تعالى -

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل نحریر علامہ کامل علمائے شام کے آفتاب اور فضلاء اخلاف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایہ فخر ادباء و مفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آباء و اجداد سے، حضرت مولانا سید محمد ابوالخیر معروف بہ ابن عابدين خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدين حسینی نقشبندی دمشقی، اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدين کے جو مصنف تھے فتاویٰ شامی کے، رحمة اللہ علیہ !

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام على عباده الذين
سب تعرفت الله كره، اور سلام اس کے برگزیدہ

اصطفیٰ اما بعد فقد اطلعني المولى
 الفاضل المكرم المحترم على هذه
 الرسالة فوجدتها مشتملة على التحقيق
 الذي هو بالقبول حقيق ولقد اتى
 مؤلفها بحفظه الله بالعجب العجاب
 ما هو معتقد اهل السنة والجماعة
 بلا ارتياب مما يدل على فضله وسعته
 اطلاعه فلا زال كثافا للمشكلات
 حلولا للمعضلات جزاه الله اجزاء
 الآوفي في هذه الدنيا وفي الآخرة
 حرره على عجل الغدير اليه تعالى خادم
 العلماء ابو الخير محمد بن العلامة احمد
 بن عبد الغنى ابن عمر عابدين الحسيني
 نسا دمشقي بلدا عفا الله عنه بمنه
 وكرمه -

ابو الخير

محمد
عابدين

بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
 مجھے دکھایا، پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس
 تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
 اس کے مولف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
 عجیب تحریر رکھی جو بلاشک اہل السنۃ و
 الجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر
 رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
 پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
 اور دشواریوں کے حل کرنے والے اللہ ان
 کو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں
 اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
 خادم العلماء ابو الخير محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنى
 ابن عمر عابدين نے جو بروئے نسب حسینی ہیں
 اور وطن دمشق اللہ اپنے لطف و کرم سے
 ان کو بخشے۔

مہر

صورة ما كتبه الفاضل الجليل الامام النبيل رئيس الفضاة
 وسند الكلاء محقق عصره ومدقق دهره وحيد الزمان صفي الدوران
 جناب الشيخ مصطفى بن احمد الشطي الحنبلي لا زال مغمورا في
 رضوان الملك العالم امين

نقل تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلار سند کلمار امام عاقل
 محقق وقت مدق زمانہ کیتائے زمان برگزیدہ دوران جناب شیخ مصطفیٰ بن احمد
 شطی حنبلی نے سدشاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں۔ آمین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے
 بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس
 پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت سنجی اس
 امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص
 فرمایا لانتہا خصوصیتوں سے خصوصاً اس
 نعمت سے ان میں علماء کلمار اور فضلار اور
 ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت
 کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور
 خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلوٰۃ
 والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے
 کہ انہیں خاصانِ خدا میں سے عالم فاضل
 فہیم عقیل کمال اس رسالہ کے مولف بھی ہیں
 جو چند شرعی مسالوں اور شریف علمی بحثوں
 پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے علیہ
 علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض
 مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے مرقع

الحمد لله الاول بلا بداية والآخر
 بلا نهاية ف سبحانه من الله تفضل على
 هذه الامة المحمدية بفضائل لا
 تحصى خصهم بخصائص لا تستقصى سيما
 وقد جعل منهم علماء ونبلاء و
 فضلاء و انار قلوبهم بنور معرفته
 وجعل منهم اولياء وورثة لخاتم
 الرسل عليه الصلوة والسلام ولسائر
 الانبياء و ان ممن يرجي انه يكون
 منهم الشيخ حضرة العالم الفاضل و
 النبیه الاربیب الكامل مؤلف هذه
 الرسالة المشتملة على مسائل شرعية
 واجاث شريفة علمية نشر للرد على
 فرقة الوهابية في بعض مسائل على
 مذهب السادة الحنبلية والرد انشاء
 الله في محله فجزا الله تعالى هذا المؤلف
 عن سعيه خيرا وقال احسانه

سہا ما صاحبۃ فی اشدۃ من زاع
 عن الحق وفرقہ والصلوۃ والسلام
 علی من هو الوسیلة العظمی لنیل کل
 فضیلة والغایة القصوی لوصول
 المراتب الجلیلة وعلی آلہ واصحابہ
 واتباعہ واحزابہ لا سیما من ذب
 عن الدین المحمدی کل جہول وھالی
 معتدی اما بعد فانی وقفت علی هذا
 المؤلف الجلیل فوجدتہ سفرا حافلا
 لکل دقیق وجلیل من الرد علی
 الفرقۃ المبتدعة الوھابیة اکثر اللہ
 تعالیٰ من امثال مؤلفہ واعانہ بعنایة
 الربانیة کیف لا والکلام من هذا
 الموضوع من اہم ما یعتنی بہ فی الوصول
 والفرع فجزا اللہ مولفہ العالم
 الفاضل والانسان الکامل افضل
 ماجوزی عامل علی عملہ وسقاہ
 اللہ من الریحق عللہ ونہلہ ونرجو
 منہ الدعاء بحسن الخاتمة والتوفیق
 لمانیہ النجاة فی الاخرة۔ کتبہ الفقیر

الی اللہ تعالیٰ

محمود بن
 رشید
 العطاری

اور توفیق بخششی اور ان کے کلام کو بنا دیا تیر
 پہنچنے والے ان کے کلچوں میں جو حق سے پھرے
 اور علیحدہ ہوئے اور درود و سلام اس ذات پر
 جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
 کو اور نعمتائے مراد سے مراد تپ جلیات تک
 پہنچنے کو اور ان کی اولاد و اصحاب اور
 تابعین و جماعت پر خصوصاً ان پر جنہوں نے
 دین محمدی سے ہر جاہل و باہمی کو دفع
 کیا۔ اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
 جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر بار یک و
 با عظمت مضمون کا جس میں روسے بدعتی
 و با بیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو
 حق تعالیٰ زیاد کرے اور ان کی مدد فرمائے
 عنایت ربانیر سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
 گفتگو کرنا اصول و فرعی کے قابل تو جو مسائل
 میں اہم و ضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
 کے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں
 بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی
 ہے اور ان کو شراب جنت سے میراب کرے
 بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعا حسن ناترکی
 اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو
 کہ اس کو فرمائیے شہید عطاری نے۔

صورة ما كتبه الزحير العلام رئيس الفضلاء الاعلام
حضرة الشيخ محمد البوشي الحسوي تغداه الله بكره البهي

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریف اللہ رب العالمین کو جس نے
ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے
بہتر است ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئیں کہ حکم
کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور
دروہ و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبر
پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت
میں سے غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت
آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان
کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم ہے
جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت و عود
قیامت تک اے جہانے رب کج نہ فرما ہمارے
دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور
عطا فرمایا ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو
بہت زیادہ عطا فرمائے والا ہے۔ اس کے بعد
میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن
کو تحریر فرمایا ہے، زبردست عالم صاحب فضل
اور سردار کامل کیتے زمانہ اور جگانہ وقت پیشوا
کے ہوا جن کے ارشاد اور مستند اور

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين القائل كنتم
خير امة اخرجت للناس تا مرون
بالمعروف و تنهون عن المنكر و
الصلوة و السلام على اشرف خلقه و
خاصته من انبيائه القائل لا تزال
طائفة من امتي ظاهرين حتى ياتيهم
امر الله وهم ظاهرون و على الله و
اصحابه القائمين بنصرة الدين في
الحرب و السلم و سلم تسليما كثيرا
الي يوم الدين ربنا لا تزغ قلوبنا
بعدا اذ هديتنا و هب لنا من
لدنك رحمة انك انت الوهاب
اما بعد فاقول قد اطلعت على هذه
الاسئلة و اجوبتها للعلامة الفاضل
و الجهد الكامل فريد عصره و وجيده
الهمام القم مقام شيفي و استاذي و عدلي
و ملاذي مولانا المولوي الشهير
بجليل احمد فوجت الساطع الابرار

الاعظم من اهل السنة والجماعة
ولما عليه مشائخنا الاعلام والسادة
الفخام سقى الله روحهم صوب الرحمة
والعفوان فجزى الله ذلك الفاضل
عن السنة خير الجزاء والسلام قاله
بفمه ونطقه بلسانه ورقمه لسانه
الفقيه الحقير ذي العجز والتقصير محمد
البوشى الحموى الازهرى المدرس و
الامام فى الجامع الشهير بجامع المدین
بعمارة الشام -

پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے
پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر عظمت
گر وہ یعنی اہل سنتہ والجماعہ ہیں اور اس کے
مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران
عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت
کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزائے ان
ناضیل مولف کو سنت کی طرف سے بہتر جزا -
والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے
اور لکھا تلم سے فقیر حقیر محمد بوشی سند یافتہ جامع ازیہر
مدرس امام جامع مدین واقع شہر حما ملک شام نے

صورة ما كتبه الامام الاجل والمام الاكمل حضرة الشيخ
محمد سعيد الحموى غطاه الله بلطفه الخفى والجلى -

احمد لله الواحد فلا يعجد الا احد
الذى فى سرمدية توحد الفرد
الذى فى ربوبية تفرد والصلوة
والسلام على سيدنا محمد المجدو
على اله واصحابه الذين جاودامع
من تمرد اما بعد فانى لما سرحت
نظرى فى الرسالة المنوية للعالم
الفاضل والامام الكامل مولانا

سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو
سکتا، کیونکہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی
ربریت میں لاشریک ہے اور ررود و سلام
سیدنا محمد محمد پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر
جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے
شرارت کی، اما بعد میں نے جب نظر ڈالی
اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام
کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خلیل احمد و جدتہا مطابقتہ
لا اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا
فاللہ یجزیہ الجزاء الاوفی و یحشرنا
و اباہ تحت لواء المصطفیٰ امین۔

محمد
سعید

آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال
حضرة الشيخ علي بن محمد الدلال الحموي لزال مغنورا بالافضال

الحمد لله الذي وقانا من الاهواء
والبلاء والضلالات - ووفقنا
لاتتباع سيدنا محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم صاحب المعجزات الباهرة
و ثبتنا على ما كان عليه هو و
اصحابه الكرام - (اما بعد) فاني لم
اعرف في هذه الرسالة المنسوبة للعلامة
الفاضل مولانا خليل احمد الاعلى
ما يوافق اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا
رحمهم الله تعالى من معتقدان اصل
السنة و الجماعة فجزاه الله تعالى خير
الجزاء و حشرنا و اياه معهم في زمرة
سيد الانبياء و المرسلين اللهم الغلب

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ
رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے
اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور
ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ
اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات
اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا
خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو
موافق نہ ہو اہل سنت و الجماعتہ کے عقیدوں میں
ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد
کے۔ پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان
کو اہل سنت و الجماعت کے ساتھ مید الانبیاء
کے ساتھ

خادم العلماء علی بن محمد الدلال خادم العلماء علی بن محمد دلال -
 الحموی عفی عنہ -

صورة ما كتبه الاديب الكامل والخبر الفاضل الامام
 الرباني حاضرة الشيخ محمد اديب الحوراني مع الله بعلمه
 القاصي والداني -

الحمد لله على ما انعم وعلما
 ما لم تكن تعلم والصلوة والسلام
 على ائمة من نطق بالضاد واخم
 بباهر حجة كل من عاند وحاد
 عن طريقة الرشاد سيدنا محمد
 الذي جاء بالحق المبين ومحا يبراهينه
 القاطعة شبه الضالين المضلين وعلى
 اله واصحابه المتسكين بسنة المتادين
 باداب شريعته (وبعد) فقد اطلعت
 على هذه الاجوبة الظاهرة والعقود
 الفاخرة فوجدتها موافقة لما عليه
 اهل السنة والدين مخالفة لمعتقد
 المبتدعين المارفين جزى الله مؤلوه
 كل خير واكثر من امثاله - وايدة
 في اقواله وافعاله امين

اللہ کے لیے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے
 دیں اور جو کر سکھایا جو ہم جانتے نہ سکتے اور
 ورو و سلام اس ذات پر خدا بولنے میں سب سے
 زیادہ فصیح ہیں اور معاند و منحرف کو اور اس کو
 جو ان کی راہِ رشد سے پھرا باظہار دلیل سب سے
 زیادہ چسپ کرنے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو
 کھلا ہوا حق ہے کر آئے اور اپنے دلائل قاطعہ
 سے گمراہوں کو راہِ کسروں کے شبہات مٹانے
 اور ان کی اولاد و اصحاب پر جنھوں نے آپ
 کا طریقہ مضبوط کیا اور آداب شریعت کے اعمال بنے
 ہیں ان کھلے جوابوں اور فقر کے لائق باروں پر مطلع
 ہوا تو ان کو موافق پایا اس طریقے کے جس پر سنت
 اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بدین بدعتوں
 کے عقیدہ کے۔ اللہ صلہ سے اس کے مولف کو ہر
 قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علماء اور

الراجی نیل الربانی محمد اديب
 http://mujaahid.xitem.com

المحورانی المدرس فی جامع السلطنة امیدوار عطار ربانی محمد اویب حورانی مدرس

بجماعة طبع الخاتم جامع مسجد سلطنة حما ملک شام مهر

صورة ما كتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرة
الشيخ عبد القادر لزال ممدوحا من الاضاعرو والاكابر

قد اطلعنا على رسالة الفاضل الشيخ
خليل احمد المشتملة على الاسئلة و
الاجوبة بخصوص العقائد وشد الرجال
لزيارة سيد المرسلين فوجدناها موافقة
لعقائدنا اهل السنة والجماعة خالية
عن الخلل ما عليها رد من جهة بذلك
فشكر فضل الاستاذ المذكور كتبه
الفقير اليه تعالى عبد القادر البابدي

بمطلع برسے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد
کے اس رسالہ پر جو متبل ہے چند سوالات و
جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرفہ
غلام کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو
پایا موافق عقائد اہل سنت و الجماعت کے
بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا
رد نہیں ہو سکتا۔ پس ہم استاد مذکور کی فضیلت
کے شکر گزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر نے۔

صورة ما كتبه العلامة الوحيد الدر الفريد حضرة الشيخ
محمد سعيد من الله عليه باحسانه المديد وكرمه الجيد-

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله فحمده ونستعينه و
نشهد به ونستغفره و أشهد ان
لا اله الا الله وحده لا شريك

سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور
اس سے مدد چاہتے اور اس کا دل سے اقرار
کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی

لا - و أشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
http://mujaheed.org

ورسوله ارسله الله رحمة للعالمين
 بشيرا ونذيرا و سراجا منيرا
 اصله الله عليه وعلى اله واصحابه
 نجوم الاهتداء وائمة الاقتداء
 وسلم تسليما كثيرا. اما بعد فقد
 اطلمت على هذه الاجوبة الجليلة
 التي كتبتها العالم الفاضل
 الشيخ خليل احمد فرايتها
 مطابقتا لما عليه السواد
 الاعظم من علماء المسلمين و
 ائمة الدين من الاعتقاد الحق و
 القول الصدق وهي جديرة بان
 تشرى بين المسلمين وتعلم لسائر
 المومنين فجزى الله مولفها
 الخيرو وقاه الاذى والضير
 وها انا قد اجريت قلبي بالتصديق
 عليها ولاحول ولا قوة الا
 بالله العظيم
 ١٤ ربيع الثاني ١٣٢٩ هـ
 كتبه الفقير اليه تعالى محمد سعيد

اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے
 بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا
 بھر کے لیے رحمت بنا کر مشرورہ سنانے والا
 ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہوا
 پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے
 تارے اور اقدار کے امام ہیں اور سلام ہو
 بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن
 کو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خليل احمد نے
 میں نے ان کو پایا مطابقت اس اعتقاد برحق
 اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین
 شہداء ہیں اور یہ جوابات اس
 آئینہ میں کہ ان کو چھلایا جائے تمام
 مسلمانوں میں اور سکھا دیا جائے سارے
 مومنین کو پس اللہ اس کے مولف کو
 جزائے خیر سے اور محفوظ رکھے
 تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس
 کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

١٤ ربيع الثاني ١٣٢٩ هـ

مہر

طبع الحاتم

صورة ما كتبه الفصيح الشفاء والناظم المدرار حضرة الشيخ
محمد سعيد لطفی حنفی غمسة الله بفضلہ العلی۔

احمد الله على الؤنة واصلی
واسلم على خاتم انبيائه وعلى اله
واصحابه الذين فازوا بنصرتہ و
ولائه اما بعد فقد اطلعت على هذه
الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة
للحق خالية من كل شبهة باطلة
كيف لا وطرز بردها شمس سماء
البلاد الهندية ودراج علماء تلك
البقعة البهية فقد احرز قصبات
السبقة في مضمار العلم والقيت اليه
مقاليد الذكاء والفهم عيد اعيان
هذا الزمان وانسان عين الانسان
مقتدى اهل الفضل والصلاح و
وسيلة النجاة والنجاح حضرة
الحافظ الحاج المولوي خليل احمد
دام بعناية الملك العبد ولا زالت
اشعة شمسہ مشرقة مضيئة و
انوار بدورة في افق السماء العلم
بازعه منيرة املين بارب العلمين !

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر
اور روڑو بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی
اولاد و اصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت
سے مالا مال ہوئے۔ اما بعد میں مطلع ہوا ان
فضیلت والے جوابوں پر۔ پس ان کو پایا حتی
کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی کیوں نہ
ہو جب کہ اس کے سرقت آسمان ہند کے
آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سراج
کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقت
فضل کو لیا اور ذکر و فہم کی گنچیاں ان کے
قبضہ میں آئیں۔ بزرگان زمانہ کی وجہ اور ہر
انسان کی آنکھ کی پستی اہل فضل و جلالت کے
پیشوا، اور نجات و کامیابی کے وسیلہ حضرت
حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں
بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم
رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن
اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار
آسمان علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں۔
آمین بارب العالمین !

سرحت طرفی فی میا دین السؤل مع الجواب
 الفیت ما فیہا حقیقاً کله عین الصواب
 لا عز و اذ ابداه ذوالقدر العلی الیث المہاب
 من صیثہ قد طارہ بین السہول والہضاب
 و یحفظ احکام الشرفیۃ جاء بالعبج العجاب
 وهو الحسام الفضل فی اعناق اهل الارتیاب
 وهو الامام اللوذعی وقوله فصل الخطاب
 دم بالرعایۃ یا خلیل و انت محمود الجناب

ترجمہ: سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سبب مضمون بالکل صواب
 اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیئت شہینے
 ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی زعم و سخت غرض تمام زمین میں اُڑ گیا اور
 شہینے کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فصیل کن
 تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا
 فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقیر امیر التقصیر
 الراجی لطف ربہ الجلی والحفی
 محمد سعید لطفی الحنفی عفا اللہ عنہ
 میں ہوں بندہ فقیر
 محمد سعید لطفی حنفی عنہ

طبع الخاتم

صورة ما كتبه الشيخ الاوحد ذوالفضل المجيد
 حضرت فارس بن محمد امداء الله بمنه المخلد
 الحمد لله حمد من اعترف بخنايه تمام حمد اشرک کے لئے ہے اس کی حمد جو اس
<http://mujaahid.xtgem.com>

کی بارگاہِ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
 ہوا درجانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
 تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
 ضلال اور معتقد ہو اس بات کا۔ ان کی دلیل
 ضعف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
 اور درود و سلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
 کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبروں
 کے سرور سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
 کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان
 کے مخلوقات کے مدوح ہیں اور آپ کی
 اولاد جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں
 اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
 تارے ہیں روز قیامت حد اما بعد کہتا ہے
 بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
 ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور صحیح
 فقہاء کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شافعی جس کی
 جائے ولادت و وطن حمار ہے اور مذہب شافعی
 اور مشرب فاعی اور ملک شام کے شہر حمار کی
 جامع مسجد بحصہ میں مدرس ہے۔ میں اس
 مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھپیں جو ابوں پر
 مستتر ہے جو عالم کامل زریک فاضل محقق

الاقدمس بجمع الکلمات و عرف
 انه تعالى و تنزه عن جميع ما يقوله
 البتدعة و اهل الضلالت و
 اعتقد بان حجتهم و احضرة و
 ترهاتهم متناقضة و الصلوة و
 السلام على سلطان دوائر الحضرات
 الربانية و سيدات المرسلين
 اولي المشاهد القدسية سيدنا و
 مولانا محمد الذي هو محمد دولة
 الموجودات و احمد كاتب الكائنات
 و على اله اقسام السموات المفاخر و
 اصحابه نجوم المحافل و المحاضرات
 الى يوم الدين اما بعد فيقول العبد
 الذي اذا غاب لا يذكروا اذا حضر
 لا يوقر خواديم السنة السنينة و الفقراء
 الاحمدية فارس بن احمد الشافعية
 الحموي مولدا و وطننا و الشافعي مذہبا
 و الرفاعي طريقة و المدرس في جامع
 البحصه الكائن بمدينة حماه الحمية
 اهدى البلاد الشامية قد طالعت
 الرسالة الساركة المشقة على ستة

مدقق پیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا۔ پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیرِ لواءِ محشر فرمائے والحمد للہ رب العالمین۔

کما اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

وعشرين جوابا التي اجاب بها العالم الكامل والجهد الفاضل المحقق المدقق والمقدم المفرد مولانا مولوی خلیل احمد وعند ما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت هاتيك المعاني الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشيقنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالى خيرا وحسنا واياہ تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العالمين۔

قاله بفضله وكتبه بقلبه الفقير لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشقفه الحموي۔

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد
حضرة الشيخ مصطفیٰ الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریف اللہ کو جو کتا ہے کہ اس کی

الحمد لله الواحد الذي عدت

کہ نظر اس شخص نہیں ہے نیاز ہے کہ اس

له النظائر والاشياء العدم الذي

اقت بر بوبیتہ الفمائر والافواه
الجليل الذی سجدت لهیبته
الاذقان والجباه القادر الذی
جرت خاضعة لقدرته الرياح و
الامواه المقدر الذی اطاع امره
الفلك الاعلی وما علاه الاحد الذی
نطقت حکمته بوحدا ینته فیما
ابتدعه وسواه واشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شریک له شهادة
یزعم بها الجاحد المنافق وبعظم
بها الرب القدوس الخالق و اشهد
ان سیدنا ونبینا و مولانا وحبیبنا
وقرة عیوننا ابا القاسم محمدا
عبده ورسوله المبعوث باعد
الطریق وحبیبه و امینه المکاشف
بغیوب الحقائق صلی الله علیه و
علی اله وصرحہ وسلم ملاح و
میض بآرق وبعده فقد وفتت فی
هذه الاوانة علی رسالة تتضمن
سته وعشرين سوالا نسق اجوبتها
العالم الفاضل الشیخ خلیل احمد

کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے
ہیں با عظمت ہے کہ اس کی مہیبت سے ٹھوڑی
اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں با قدرت ہے کہ
اس کی طاقت سے جو انہیں اور پانی مسخر نہیں
زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا
بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو
کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی
وحدانیت بتا رہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں
کہ معبود نہیں سجز اللہ یگانہ لا شریک کے جس
کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پورے دگار
پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی
دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب
اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جو سب کے علمہ اور پیارے
وے کے بھیجے گئے اور امین ہیں کہ نصحی حقیقتیں
ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد
و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک
ان کی سچک ظاہر ہے۔ اما بعد دریں دلائل
اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات
کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ
خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں۔ اللہ ہم

وفقی اللہ وایاہ و المسلمین لہابہ
 فی الدارین تسعدونی فی الملاء بہ
 نعمد۔ فوجدتہ قد نہج فی اجوبتہ
 المذكورۃ المنہج الصحیح ووافق
 بہا الحق الصریح ورد بمنطوقہا المین
 وجلا بمفہومہا الغین عن العین
 والحمد للہ الہادی الی سبیل
 الصواب والیہ المرجع والمآب و
 صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد
 عالی القدر العظیم الجاہ وعلی الہ
 وصحبہ و من والاہ۔

کتبہ العبد الضعیف السلجی الی
 مولانا خادم السنۃ السنیۃ فی مدینۃ
 ہماہ الراجی من ربہ فی الدنیا
 التوفیق للقیام علی قدم السداد و فی
 الآخرۃ کھیئۃ السؤال والمراد بہ
 الفقیر الیہ سبحانہ المصطفیٰ الحداد
 عفی عنہ۔

کو اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال
 کی توفیق بخشے جن کی بددلت ہم داریں میں
 صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا میں ہماری
 تعریف ہو پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح
 ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور
 صریح حق کی موافقت کی اور اس کی عبارت
 سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی
 ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو
 درست طریقہ کا راہ ناکاہے اور اسی کی طرف
 لوٹنا اور آخر جاننا ہے اور رحمت فرمائے اللہ
 سیدنا و مولانا محمد پر جو عالی قدر اور عظیم الجاہ
 ہیں اور ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے
 دوستوں پر۔

لکھنؤ ضعیف :

مصطفیٰ الحداد جموی نے

طبع الخاتم



Faint, illegible handwritten text in two columns, likely bleed-through from the reverse side of the page. The text is too light to transcribe accurately.

Kuliahid.net

Handwritten text within a rectangular box, possibly a signature or a date, which is mostly illegible.



عقائد اهل السنّة والجماعة

— یعنی —

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقاتِ جدیدہ



ترقیب

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
ہیتم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودھا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی یحق الحق بکلماته ویبطل الباطل
بسطواته فصر المؤمنین وقال کان حقا علينا نصر
المؤمنین وقطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین
ظلموا والحمد لله رب العلمین. والصلوة والسلام علی
مفرق فرق الکفر والظفیان ومشتت جیوش بفاة
القربین والشیطان. وعلی الہ وصحبہ اشدا علی الکفار
رحماء بینہم ترلہم رکعاً یسجداً یتبتغون فضلا من
الله ورضوانا. ما تعاقب الیزان وتضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصلوة!

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دین
کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق
کتاب ”المہند“ وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوتے ہیں۔ ان میں
سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کر کے ان کو
مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائد اکابر سے عوام تو
کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور ان کے نزدیک
”دیونیت“ صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس
کے سوا ان کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد ”المہند“ وغیرہ کتب سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مد نظر ہے۔ اس لئے ”المہند“ میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضای ضرورت وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو ”المہند“ کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضای زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام ”عقائد اہل السنۃ والجماعۃ“ معروف ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہندوپاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دارالعلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق و مثل کلمۃ طیبۃ کثیرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم و شام، عرب و عراق، کابل و قندھار، بخارا و خراسان، چین و تبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔ اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور امانت بدعت کو دیکھ کر بعض ”بدعت پسند حضرات“ سے رہانہ گیا اور وہ ”علماء دیوبند“ کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کمر بستہ اور آمادہ ہو گئے اور انہی نے لوگوں کو علماء دیوبند سے متنفر کرنے اور ان کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

”بدعت پسند حضرات“ کی اس کارروائی کی نمبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادیم اللہ شرفاً) کو ہوئی تو انہوں نے پھیس ۲۴ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء و المتکلمین، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ منظر علوم سہارن پور قدس سرہ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امر وہی، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی قابل ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کر کے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام ”الہند علی المفند“ معروف ”بہ التصدیقات لدفع التلبیسات“ ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدا نخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھ دیا گیا ہو (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور ان پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو بر ملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالوں کی روشنی میں اس وقت

کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت ”جماعتی مسلک دیوبند“ کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور ”مسلک دیوبند“ کے دیکھنے اور جاننے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو ”علماء دیوبند“ کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

”المہند“ کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ ”علماء دیوبند“ کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ ”علماء دیوبند“ کے ان ”اجماعی عقائد“ کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس لئے اس رسالہ ”عقائد علماء دیوبند“ میں اکثر و بیشتر عقائد ”المہند“ سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو ”عقیدہ“ کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

”عقائد علماء دیوبند“ کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہو گا کہ علماء دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہل سنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہل سنت کے خلاف

علماء دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام ”عقائد علماء دیوبند“ ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہو گا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توشش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائدِ حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وہو الموفق والمعین!

اب آگے ”عقائد علماء دیوبند“ لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط۔!

سید عبدالشکور ترمذی گتھلی عفی عنہ

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

عقائد علماء دیوبند

عقیدہ ۱ :

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبرتہ الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر تمہاری جان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب سے گونہ شدہ حال اور بدل جان و مال (یعنی کجاوے کئے اور جان و مال کے نخرچ کھڑے) سے نصیب ہو! (المہند ص ۱)

عقیدہ ۲ :

اور سفر مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ :

”جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اُسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں“

عقیدہ ۵ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی پھوٹے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند ص ۱۱۲ زبدۃ الناسک حضرت گنگوہی)

عقیدہ ۵ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلیا و اولیاء شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ (المہند ص ۱۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

عقیدہ ۵ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں! (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۵ اور طحاوی علی المراقی ص ۲۰۰) نیز حضرت گنگوہی تحریر فرماتے ہیں:-
”پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے“ کہے

یا رسول اللہ! أسئلك الشفاعة لئالہ اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ

اموت مسلماً علی ملتک
وسنتک
(زبدۃ المناسک ص ۹)

کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ
میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت
پر سروں!

عقیدہ ۵ : ۶

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ و سلام
پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دُور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو
فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔
(طحطاوی علی المراقی ص ۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں :-
”انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ ان کے سماع
(سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)
حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری فرمایا کرتے تھے :-
”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہذا پست آواز سے سلام کرنا
چاہیئے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا
جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں“

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :-
”سلام سننا نزدیک سے خود اور دُور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام
کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں“

(نشر الطیب ص ۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام
کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام
نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل
ہوں گے اور البتہ وہ فح (جگہ کا نام ہے)
کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے
اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں
تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں
اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکما
وامام مقسطا ویسکن فجا
حاجا و معتمرا ولیا تین
قبری حتی یسلو علی
ولاردن علیہ!
(الجامع الصغیر)
وقال صحیح!

فائدہ: یہ روایت مسند احمد ج ۲ - ص ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ - ص ۵۹۵ میں بھی
ہے اور حاکم اور علامہ ذہبی دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سنیں گے اور اس کا جواب مرحمت
فرمائیں گے۔ کیونکہ سماع سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو اب
عند القبر صلوة و سلام کا اُتنا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے سماع سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کہ
حدیث من صلی علی عند قبری سمعته الخ میں ہر اس شخص کے صلوة و سلام کو
خود بنفس نفیس سننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے
صلوة و سلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجر فتح الباری ج ۶ - ص ۳۷۹
میں اور حافظ سخاوی القول البدیع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ - ص ۱
میں اور علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم ج ۱ - ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ :-
”یہ سند جدید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت
ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمت مسلمہ کا اجماع

اور تعال بھی اس کی تائید کر رہا ہے!

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سچی بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ابناء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں تبصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

”علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے“

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام ”آب حیات“ ہے۔

(المہند ص ۱۳)

”عبارت بالا میں ”نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے“ کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے“

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسم اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جسم کو جس سے اس دنیا میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

<http://mujaahid.xtgem.com>

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہہ دیا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ہے :-

الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ
يُصَلُّونَ !

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور
میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی، علامہ سبکی کے علاوہ امام ابویعلیٰ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابویعلیٰ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ بیہقی فرماتے ہیں :-
رجال ابی یعلیٰ ثقات !

(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱)

علامہ عزیزی لکھتے ہیں :-

یہ حدیث صحیح ہے!

وہو حدیث صحیح !

(السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے :-

امام بیہقی نے اسکو صحیح کہا ہے!

وصحہ البیہقی !

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: ”صح خبر الانبیاء احياء في قبورهم“

الانبياء احياء في قبورهم (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)

علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس - (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴) -
 "امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے۔" اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے
 ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:- ولعل المراد بحديث الانبياء
 احياء في قبورهم يصلون انهم ابقوا على هذه الحالة ولو تسلب عنهم
 (تحتیہ الاسلام ص ۳۶) الانبياء احياء في قبورهم يصلون کی حدیث سے شاید
 یہ مراد ہو کہ وہ اسی (مذہبی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب
 نہیں کی گئی۔" نیز فرماتے ہیں:- یرید بقولہ الانبياء مجموع الاشخاص لا
 الأرواح فقط (تحتیہ الاسلام ص ۳۶) الانبياء احياء سے حضرات انبیاء علیہم السلام
 کے مجموعہ اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے
 ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید
 کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:-

ان النبي صلى الله عليه وسلم
 كما تقرروا انه صلى الله عليه وسلم
 يصل في قبره باذان واقامة -
 (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔
 جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ
 اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز
 پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب بھی اسی طرح فرماتے ہیں:-

ان كثيرا من الاعمال قد ثبتت
 في القبور كالاذان والاقامة
 عند الدارمی وقرائة القرآن
 عند الترمذی - (فیض الباری ج ۲ ص ۱۸۳)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت
 ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا
 ثبوت دارمی کی روایت ہیں اور قرأت
 قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں :-
 ”ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، ہر اطراف
 و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔“ (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں :-
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ
 نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزریں۔ جیسے ان کا مال قابلِ جراثیم
 حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محلِ توریت نہیں۔“
 (آب حیات ص ۲)

نیز فرماتے ہیں :-
 ”انبیاء کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسبِ ہدایت
 کل نفس ذائقۃ الموت اور انک میت وانہم میتون
 تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔“
 (لطائف قاسمیہ ص ۳)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں :-
 ولان البینین صلوات اللہ علیہم
 اجمعین لما كانوا احياء فلا معنى
 لتوريت الاحياء منهم!
 چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب
 زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت
 پہلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور فرماتے ہیں :

”آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ ”آب حیات“ میں بمالامزید علیہ ثابت کیا ہے“

(ہدایۃ شیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں :

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے“

(المجہور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

”حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے۔ اور وہ حیات شہدار کی حیات برزخی سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوتی کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضور کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ و سلام کا سماع وارد ہوا ہے“

(الطہور ص ۲۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں:

” وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاءِ علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔“

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی)

(سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں :-

”جمہور اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیاتِ دنیوی کے بالکل مثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔“

آگے لکھتے ہیں :-

”خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیاتِ دنیوی کے ہے۔ جمہور اُمت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگانِ دیوبند کا ہے۔“

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جلدی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں :-

”احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

<http://mujahid.xtgem.com>

انبیاء علیہم السلام بحسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف
 ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں“
 (الصدیق مذکور)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید محمدی حسن صاحب دامت فیوضہم تحریر
 فرماتے ہیں :-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بحسد موجود اور حیات
 میں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود
 پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں“
 (الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہم) لکھتے ہیں:
 ”تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
 والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات
 میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات
 اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے
 اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح
 کفار کو بھی حاصل ہے“
 (حیات نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف
 منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے
 مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ
 وقت کے خلیفہ نے اس سے منہ نہ لیا اور اس کے تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ ”زبدۃ الناسک“ میں کرچکے ہیں۔

(المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ حسن و علم سے موصوف ہیں اور آپ پر اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوة و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافیه ج ۲ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت اجابت کے اعمال کافرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ علامہ عثمانی ”اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ”اس کی سند عمدہ ہے“

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ”براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کہ حضرت گنگوہی نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں: ”اور صلوة و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال اُمت آپ پر پیش ہوتے ہیں“ (براہین ص ۲۰) حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:-

”مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات اور اکرام ملائکہ کے

برنخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال اُمت کا

ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا، الخ (نشر الطیب ص ۲۹۷)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوة و سلام کے علاوہ بھی برنخ

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال اُمت پیش ہوتے ہیں اور صلوة و سلام کے پہنچنے

کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمال اُمت

کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوة و سلام کے پہنچنے کی جو تہمت لگائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ و سلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے،۔ اجماع اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ ۵ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقتہً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے :-

”اہل سنت کے امام ابو الحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۲۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو بیہات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیرؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے“ (شامی ج ۳ ص ۳۲۷)

فائدہ: نبوت و رسالت کے لئے حس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ

رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی تعلق روح اور اک و شعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو، اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے انزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جا رہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ ۵ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے، اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیرے تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے :

”ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں“

اور یہی ثابت ہے، بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تو اتر تک پہنچ گئیں، اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیونکہ جو اُسکا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ

”جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا نصیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا قوی

دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔
(المہند ص ۴۴)

عقیدہ ۱۴ :

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ داہیہ کا خلاف مصرح ہے۔
(المہند ص ۲۳)

عقیدہ ۱۵ :

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور اشرفیاء یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم (تشریح اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مضمنی رہا کہ جس سے بدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ یہ کتاب ہے کہ

”میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر
سب سے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔“ (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا عالم
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں بلکہ
بہترے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت
موجب اجر و ثواب طاقت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر مسائل
مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور
اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالیٰ
اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ اُن
کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف
ہو یا آپ کے بول برباز نشت بر فاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ
برابین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے۔

عقیدہ : ۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔
(نشر الطیب ص ۲۲۷ اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینیٰ تنامان ولاینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴) ”میرمی آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔“ نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولاینام قلوبہم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) ”اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اُن کے دل نہیں سوتے۔“

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ اور فتح الملہم ص ۲۴۱، اور امداد الفقہی ص ۱ پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ : ۲۰

انبیاء علیہم السلام کا رویا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:
رویا الانبیاء وحی۔
نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

عقیدہ ۲۱:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ
لنگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
” (نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے
سے دیکھتا ہوں۔“ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ ۲۲:

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید
کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے
نفس و ہونہی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جاگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ
پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا
مشتر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو
چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ ۲۳:

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل
ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ
ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ نوگر ہو
نجات دہندہ اعمال کا اور علیہ سوتاہ کہ افعال سے خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمتِ عظمیٰ اور غنیمتِ کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

” آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے

لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا۔“

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شائل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۲

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور اُن کے سینوں اور قروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سوبے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اُس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہو یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندقہ ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

(المہند ص)

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔ وصلى الله
تعالى على سيدنا محمد سيد الاولين والآخرين وعلى
اله وصحبه وازواجه وذرياته اجمعين!

احقر العباد

سید عبدالشکور ترمذی

ابن مولانا مفتی سید عبدالکریم گتھی

(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)

مہتمم مدرسہ عربیہ تھانہ ساہیوال ضلع سرگودھا

(۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)



تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم،

”اصَابُوا بِسَاءِ آجَابُوا“

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

دارو حال، لاہور

۱۵ رجب ۱۳۸۸ھ، ۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء

○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى!

رسالہ ”عقائد علماء دیوبند“ مصنف عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا، کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ان کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل سنت والجماعت کو دیکھ لیجیے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند انہیں عقائد کے زبردست حامل اور ان کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل سنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کر کے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہو گا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمد للہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان —

بندہ محمد شفیع

۲۱ — ۸۸

دارالعلوم، کراچی ۱۳

○

۳ — الحمد لله ذي العزة والعظمة والكبرياء والصلاة والسلام على خيرته من خلقه سيدنا محمد خاتم النبيين سيد الانبياء وعلى اله واصحابه البررة الاتقياء وتابعيهم باحسان واتباعهم من العلماء والفقهاء والاولياء وعلى المسلمين والمسلمات الاموات منهم والاحياء وبعد :

فقد سرحت النظر في هذه الرسالة خطفة فوجدتها صحيحة نفسيا علقه قد ذكر المؤلف فيها عقائد علمائنا ومشائخنا اخذ من المهند وغيره من مؤلفات اكابرننا من علماء ديوبند جزى الله خيرا مؤلفه الكريم واولاه اجرا جزيلا بفضل العليم وانا المفتقر الى رحمته وبه الصمد

عبده ظفر احمد العثماني التهانوي
غفر الله له ولوالديه وماؤله ولشائخه
 واصحابه واجبابه

۴ شعبان ۱۳۸۸ھ — ابد الابد!

○

۴۔ رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۳ شعبان ۱۳۸۸ھ ————— عفا اللہ عنہ



۵۔ ”ای واللہ الاجوبۃ کلہا لحق والحق احق ان یتبع“

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ————— ہتھم مدرسہ خیر المدارس ملتان



۶۔ مذکور سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور



۷۔ العقائد المسطورہ کلہا حقاۃ اتفق علیہا

مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۶/۸۸ ۲۵



۸۔ حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی ہتھم مدرسہ حقانیہ

سابقہ وال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت

بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی وعن سائر المسلمین۔

نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجہ

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس، ملتان ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

۹

ناشب مفتی خیر المدارس، ملتان! ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

عبدالحق

۱۰

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ ننگ

○

۱۱۔ رسالہ کے جملہ مندرجات سے انحراف کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

○

۱۲۔ علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہل سنت والجماعت کے عقائد

ہیں۔ سرسوفرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے

عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ

اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

نظام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے

بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے۔ یہ رسالہ اس

سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنّف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔
عبدالحق نافع عفی عنہ



۱۳۔۔۔۔۔ بسم اللہ حامداً ومصلياً۔ بندہ کا اس مولف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔
جزی اللہ تعالیٰ عننا المؤمنین خیر الجزاء۔

اللهم تقبل منا ومنه انك انت السميع العليم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۴۔۔۔۔۔

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا! ۱۳۳۳ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا

مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء و طلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہند کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب نے ایک عربی زبان میں بسبوط تقریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمایا تھا کہ:

”ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نوٹوی کو، اور
فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہی
کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبہض علم ملا تو اب معلوم ہوا کہ
دیوبندیہت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک
کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص کا لانا، یہ کوئی دیوبندیہت
نہیں۔“

چنانچہ آپ حیات کی توشیح حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایتہ الشیعہ میں

فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جو کہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی نجات اخروی کا درجہ بنائے۔ یہ رسالہ سن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے، اور افراط و تفریط سے بری رہے۔

فجزاهم اللہ خیر الجزاء۔ فصلی اللہ تعالیٰ علی
خیر خلقہ محمد بن المصطفیٰ وعلی آلہ واصحابہ
واہل بیتہ اجمعین!

الحق محمد عفا اللہ عنہ

لائل پوری۔ انوری۔ قادیانی

مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ،

لائل پورہ۔

۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

○

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده!

اما بعد! میں نے رسالہ ہذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ

وہی مسائل ہیں، جن پر اہل سنت والجماعت متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ مہر حال معنون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب میں اور موافق مسک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء خیر دے کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل سنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور
صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ وفضلنا علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ ”عقائد اہل سنت والجماعت“ دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آ رہا ہے۔

علامہ دیوبند ”ابلسنت والجماعت“ کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جس عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی۔ مفتی صاحب موصوف نے ”المہند“ وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفتیر فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اُسے مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاء خیر دے۔

سید حامد میاں، جامعہ مدنیہ، لاہور

۲۷ رجب، ۱۴۰۲ھ

۲۲ مئی، ۱۹۸۲ھ

۱۷ — [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانومی دارالارشاد، کراچی۔]
اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہل سنت والجماعہ اور علماء
دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد
دارالافتاویٰ والارشاد، ناظم آباد، کراچی
۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۱۸ — [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]
اس رسالہ عقائد علماء دیوبند میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام
کے تمام حق ہیں۔ قرآن و حدیث و فقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل
زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر یہ نطن شدگان کے لئے اکیس اور
تربیاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہ
قادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم الحقانیہ
الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

۱۹ — [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودھا۔]
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد!
برادر محترم حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک
اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماء دیوبند، جو
درحقیقت عقائد اہل سنت والجماعہ ہیں طبع کرانے اور فسادی
عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ،
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا

۲۸-۱-۸۵

۲۰۔ [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دارالعلوم الاسلامیہ]
ٹنڈوالہار۔ سندھ۔

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى!
صديق محترم و مکرم جناب مولانا المفتی الحافظ الناری سید عبد الشکور
ترندی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماء دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام
مسائل صحیح و حق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے
کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر امت پر
احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
فجزاه الله احسن الجزاء عن سائر المسلمين۔

محمد وجیہ غفرلہ، دارالعلوم الاسلامیہ

ٹنڈوالہار، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۲۱۔ [حضرت مولانا علی محمد صاحب دارالعلوم، کبیر والہ]

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد الحمد والصلوة: رسالہ ہذا کا اتھرنے مطالعہ کیا۔ بہت
مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلا ریب ہمارے اور ہمارے
مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہما ایافا وجميع المسلمين ووقفنا بما شاعتہما
وجعلہما اللہ زاداً المولفہما۔

احقر الانام علی محمد عفا اللہ عنہ،

خادم الحدیث، مدار العلوم، کبیر والا، ملتان

۲۲ — [حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب، دارالعلوم، کبیر والا]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ و مضلیا: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب
ترمذی مدظلہم کے رسالہ ”خلاصہ عقائد علماء دیوبند“ کا مطالعہ کیا
یہ رسالہ ہدایت مقالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔
اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اور ان حضرات کے لئے دیدہ بصیرت
ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر تشریح و ذکی راہ اختیار کر رہے
ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک
اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ هذا الرسالة
وجزی المؤلف عنا وعن المسلمين جزاء یلیق
بشأنہ۔

بندہ عبدالقادر عفا اللہ عنہ

خادم حدیث ووقفہ جامعہ دارالعلوم عید گاہ

کبیر والا، ملتان۔

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

- ۲۳ — حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ، جامعہ خیر المدارس۔
 ۲۴ — حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

اما بعد: کتاب خلاصہ عقائد علماء دیوبند، میں مندرجہ عقائد بعینہ علماء اہل سنت و الجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے انحراف کرنے والا اہل سنت و الجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف غفرلہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بندہ فیض احمد غفرلہ، مہتمم

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۶ - ۴ - ۱۴۰۵ھ

- ۲۵ — حضرت مولانا سید صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند
 جھنگ صدر۔

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل سنت و الجماعت کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہل سنت کے عقائد ہیں۔ اسقرآن تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سید صادق حسین غفرلہ

مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر

۱۹ - ۵ - ۱۴۰۵ھ

۲۶ — [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہ، شجاع آباد، ملتان۔]
العقائد التي كتب شيخنا ومكرهنا السيد المولانا عبد الشكور
الترمذی كليهما موافقة لعقائد اهل السنة والجماعة
وحقة عندی۔

الفقير عبدالحی غفرله الساكن
في قرية، فاروق آباد۔
قريب من بلدة شجاع آباد، ملتان

۲۷ — [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]
ماقال الاستاذ العلامة (حضرت مولانا خیر محمد جاندھری)،
فہموكا ف لنا۔

عبداللہ راستے پوری غفرلہ
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۲۸ — [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی]
صدر تنظیم اہل سنت والجماعة، ملتان۔

نحمدہ وفضل علی رسولہ الکریم۔
حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ کے رسالہ کو
ابتدا سے اختتام تک بغور پڑھا۔ جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت
علماء دیوبند کتاب و سنت سے مانوڑیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہذا
اس پر فتن دور میں مسلک حق کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رو
میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جرات کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعا گو

محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہ

صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان

دفتر مرکزی، نوال شہر، ملتان

۱۹، جمادی الاخریٰ، ۱۴۰۵ھ۔

۲۹ — [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیر المدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و

نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان۔

۳۰ — [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ
فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی

گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناپیز نذیر احمد غفرلہ

۳۱ — [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلہا صحیحۃ۔ مسلمۃ عندا سلافنا۔

احقر محمد ادریس غفرلہ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

۳۲ — [حضرت مولانا محمد علی جانندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان۔
لاشک فیہ وانہ لحق۔]

۳۳ — [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دارالعلوم پشاور
الاجوبۃ کلہما صحیحۃ۔]

محمد ایوب بنوری غفرلہ، مہتمم دارالعلوم پشاور

۳۴ — [حضرت مولانا فضل عینی صاحب بنوں۔]
فضل عینی عینی عنہ، مدرس مدرسہ معراج العلوم
بنوں۔

۳۵ — [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحییٰ ہذہ
العلوم من کل خلف عدولہ ینفقون عنہ تحریف
الخالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین۔

پاک و ہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق
اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ
سے کتاب و سنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ
نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عربی۔ فارسی اردو
متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی
و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سائنسی تنظیمیں و تحریکیں اور

فکرمی و علمی مساعی اس کا بین شاہد ہیں کہ یہ اکابر دین اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر و عمل میں اسلاف اہل سنت و الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔

مکرم و معظّم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ "عقائد علماء دیوبند" بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا موصوف نے بروقت حق اور اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔
جزاهم اللہ عنا وعن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہ

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۵۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

حضرت مولانا ابوالزہد سرفراز خان صاحب، صفدریخ الحدیث،
نصرت العلوم گوجرانوالہ۔

مبسلا و محمدلا و مصلیا و مسلما۔ اما بعد :
جوں جوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کرے گا اور اعجاب کل ذمی رائی برائے کا خوب مظاہرہ ہو گا۔ لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لکن یصلح آخر هذه الامّة
اللابما صلح بہ اولہما۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سماع صلوٰۃ و سلام عند القبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۳ھ سے پہلے از مشرق تا مغرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جس کا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیر

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اشتم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر بسوٹ بحث کی ہے۔ جس کی تائید و تصدیق دوبر حاضر میں پاک و ہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ اجزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کوجہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقاً ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاهم اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلى الله تعالى وسلم على خاتم الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

احقر ابوالزابد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد
گکھڑ و صدر مدرس، مدرسہ نصرت العلوم
گوہر نوالہ۔ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

۳۷ — [حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی]۔
حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے
المہند کا خلاصہ آسان اردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام
دی ہے اور ہند و پاک میں اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ و
مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند
علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر و شام و عراق وغیرہ بلاد
اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمرہ طباعت
کے ساتھ بھی کر دی گئی ہے۔

مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سنت عبداللطیف غفرلہ

۲۳، جمادی الآخریٰ ۱۴۰۵ھ

<http://mujahid.xtgem.com>



<http://mujahid.xtgem.com>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عقائد اهل السنة والجماعة

مُصَدِّقَةٌ

اکابرین علماء دیوبند

حسب ارشاد

یادگارِ اَسلافِ حضرت سید عبدالشکور ترمذی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ

یکے از متوسلین حضرت تھانویؒ و خلیفہ ارشد

محدث العصر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

و

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

مرتبہ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ناشر

ادارۃ اسلامیات . لاہور . کراچی

<http://mujahid.xtgem.com>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد الحمد و الصلوة! اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائدی اور مسلکی دستاویز کتاب ”المہند“ میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ ہم ذیل میں افادہ عام کے لئے ”المہند“ اور اس کے ”خلاصہ“ سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

عقیدہ نمبر ۱: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند - ص: ۱۰)

عقیدہ نمبر ۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارت آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ ”جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں“۔ (المہند - ص: ۱۱)

عقیدہ نمبر ۳: زمین کا وہ حصہ جو خاتم النبیین ﷺ کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے

ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند - ص: ۱۱)

عقیدہ نمبر ۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعائیں انبیاء اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میں بوسیہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المہند - ص: ۱۳)

عقیدہ نمبر ۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر ۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ و سلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحاوی - ص: ۴۲۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ ”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ - ص: ۱۱۴)

حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ”سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ”البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔“ (الجامع الصغیر و قال صحیح)

عقیدہ نمبر ۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء اور شہداء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق سے جسد اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا

”حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔“

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ”الانبیاء احیاء“ سے حضرات انبیاءؑ

کے مجموعہ اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام۔ ص: ۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند)

تحریر فرماتے ہیں ”خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے

ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

”آنحضرتؐ اپنے مزار مبارک میں بحسدہ موجود اور حیات ہیں آپ کے مزار مبارک کے پاس

کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے

ہیں۔“ (ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا

ہونا چاہئے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے، اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں

نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ و سلام پہنچایا جاتا

ہے۔ (طبقات الشافیہ۔ ص: ۲۸۲ ج: ۴)

صلوٰۃ و سلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں آج کل صلوٰۃ و سلام

کے پہنچنے کی جو یہ مراد بتلائی جا رہی ہے کہ صلوٰۃ و سلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ

عقیدہ نمبر ۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاء) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقت نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ تمام انبیاء اور رسل کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند۔ ص: ۲۰)

عقیدہ نمبر ۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ ثابت ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ”جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت مسیحی مسیح کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندقہ ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند۔ ص: ۴۴)

عقیدہ ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اولین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہوگا اگر کسی واقعہ کا آپ ﷺ کو علم نہ ہو اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا

وسعت علم میں نقص آجائے۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند - ص ۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپ سے منقول ہیں۔ (المہند - ص ۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند - ص ۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاء) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نثر الطیب) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا“۔ (بخاری - ج ۱: ۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاء کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے ”رؤیا الانبیاء وحی“ کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری - ج ۱: ص ۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”صفوں کو سیدھا کیا کرو“ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔“ (بخاری شریف - ج ۱: ص ۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند - ص: ۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے، نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند - ص: ۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر، ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند)

راقم الحروف! احقر سید عبدالقدوس ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

تصدیق و توثیق

حضرت اقدس یادگار سلف جتہ اظہر فقیہ العصر مولانا قادری الحاج مفتی سید
عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ العالی فاضل دارالعلوم دیوبند و رئیس
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: نظر ناہذا الخلاصۃ فوجد ناہا صحیحۃ

”ہقۃ“ موافقۃ لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ اتفق علیہا

علمائنا و مساننا تخار بہمہم اللہ تعالیٰ فجزی اللہ تعالیٰ

لمرتبہا الحسن الجزاء

کتبہ الاحقر اسید عبدالشکور ترمذی الجامعۃ ”الحقانیہ“

اسمائے گرامی

اکابرین دیوبند تصدیق کنندگان کتاب ”المہند“

مولانا عاشق الہی میرٹھی	مولانا غلام رسول دیوبندی	شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی
مولانا سراج احمد صاحب میرٹھ	مولانا محمد سہول صاحب	مولانا میر احمد حسن امردہی
مولانا محمد اسحاق میرٹھ	مولانا عبدالصمد دیوبندی	مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب
مولانا حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری	مولانا حکیم محمد اسحاق دہلی	حکیم الامت مولانا شرف علی تھانوی
مولانا حکیم محمد مسعود گنگوہی	مولانا ریاض الدین صاحب	مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری
مولانا محمد کبھی سہارن پوری	مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی	مولانا حکیم محمد حسن دیوبندی
مولانا کفایت اللہ سہارن پوری	مولانا ناضیاء الحق صاحب دہلی	مولانا قدرت اللہ صاحب مراد آبادی
مولانا محمد احمد صاحب نانوتوی	مولانا محمد قاسم صاحب دہلی	مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی

علماء دیوبند تصدیق کنندگان رسالہ عقائد علماء دیوبند

مولانا محمد شریف جالندھری	مولانا شمس الحق افغانی	قاری محمد طیب ”مہتمم دارالعلوم دیوبند“
مولانا نذیر احمد صاحب	مولانا سید حامد میاں	مولانا مفتی محمد شفیع کراچی
مولانا محمد ادریس میرٹھی	مولانا مفتی رشید احمد مدظلہم	مولانا ظفر احمد عثمانی
مولانا محمد علی جالندھری	مولانا مفتی محمد فرید صاحب	مولانا محمد یوسف بنوری
مولانا محمد ایوب بنوری مدظلہم	مولانا مفتی احمد سعید صاحب	مولانا خیر محمد جالندھری
مولانا فضل غنی صاحب	مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب	مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہم	شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحب	مولانا مفتی محمود صاحب
مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم	مولانا مفتی عبدالقادر صاحب	مولانا مفتی عبداللہ صاحب
مولانا قاضی عبداللطیف صاحب	مولانا محمد شریف کشمیری	مولانا مفتی عبدالستار صاحب
مولانا مفتی ولی حسن صاحب	مولانا سید صادق حسین بخاری	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
مولانا عبدالکریم صاحب مدظلہم	مولانا عبدالحی صاحب مدظلہم	مولانا محمد احمد تھانوی
مولانا سلیم اللہ صاحب مدظلہم	مولانا محمد عبداللہ رائے پوری	مولانا عبدالحق نافع صاحب
مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم	مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہم	مولانا عبداللہ صاحب بہلوی